فقہی سالنامہ
۱۱
فتاویٰ مرکز تربیتِ افتاء
بفیض روحانی
استاذ الفقہاء فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی
قدس سرہ العلیم القوی
مصدقہ
محققِ عصر مفتی محمد نظام الدین رضوی برکاتی
نائب فقیہ ملت مفتی ابرار احمد امجدی برکاتی
فقیہ ملت اکیڈمی
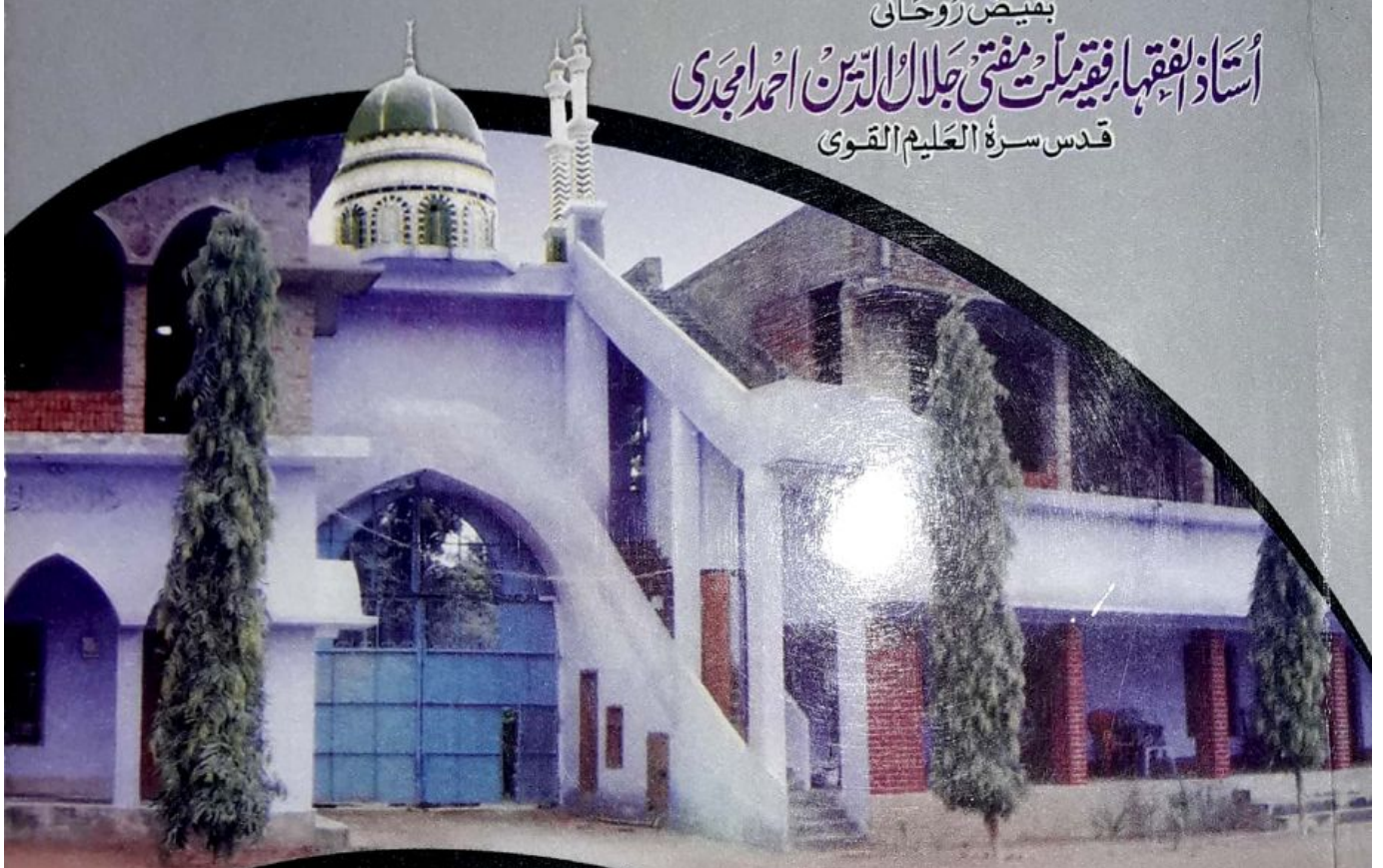
سلسلۂ اشاعت: نمبر ۱۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقہی سالنامہ

فتاوٰی مرکز تربیت افتاء

(سال یازدہم)

بفیض روحانی

استاذ الفقہاء فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ العلیم القوی

بانی مرکز تربیت افتاء

مصدقہ

محقق عصر مفتی محمد نظام الدین رضوی برکاتی

نائب فقیہ ملت مفتی محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مرتبہ

مولانا فیض محمد مصباحی، مولانا غلام نبی علیمی، مولانا محمد صدیق منظری، مولانا محمد رئیس مصباحی

مولانا محمد صابر مصباحی، مولانا محمد ابوبکر مصباحی، مولانا محمد حسین گجراتی

فقیہ ملت اکیڈمی

دار العلوم امجدیہ ارشد العلوم، اوجھا گنج، ضلع بستی، یوپی

Ph.:05546-262379, 05542-658705

Mob: 9415162692

نام کتاب : فتاوی مرکز تربیت افتاء (سال یازدہم)

بفیض روحانی : استاذ الفقہاء فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ العلیم القوی

زیر سرپرستی : ممتاز الفقہاء محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی

مصدقہ : محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی برکاتی

صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڈھ (یوپی)

مصدقہ : نائب فقیہ ملت مفتی محمد ابرار احمد امجدی برکاتی مہتمم اعلیٰ مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج بستی

باہتمام : شہزادۂ فقیہ ملت حضرت علامہ انوار احمد صاحب قبلہ قادری امجدی

سجادہ نشین خانقاہ امجدیہ وسربراہ اعلیٰ مرکز تربیت افتاء، اوجھا گنج

کمپوزنگ : نوری کمپیوٹر پوائنٹ

پروف ریڈنگ : مولانا شمس الحق قادری، مولانا محمد مونس نظامی، اساتذۂ دار العلوم امجدیہ ارشد العلوم، اوجھا گنج بستی

سن طباعت : ۱۴۲۷ھ ، ۲۰۰۶ء

قیمت : Rs. 25.00

اپیل

اہل خیر حضرات سے پرخلوص گذارش ہے کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں اور امداد واعانت کے دوسرے مواقع پر دار العلوم کی بھرپور مدد فرمائیں۔ اور بیش از بیش عطات سے اس کے مالیاتی شعبہ کو مضبوط و مستحکم کریں تاکہ تمام شعبہ جات کو بحسن وخوبی تکمیل وترقی کی منزلوں پر گامزن رکھا جاسکے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اہل خیر حضرات ہمیشہ ہر طرح سے دار العلوم کی امداد واعانت فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں گے۔

فہرست مضامین

تربیت افتا کا اہتمام

از: محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی
صدر اعلیٰ مرکز تربیت افتا، اوجھا گنج بستی

فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی الحاج جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ نے مرکز تربیت افتاء کے نام سے جو باغ بارہ سال پہلے اوجھا گنج کی سرزمین میں لگایا تھا آج اس کی گیارہویں فصل بہار آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے اور خدائے کریم کا بے پناہ شکر و احسان ہے کہ حضرت فقیہ ملت جس باغ کو سرسبز شاداب چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے تھے وہ آج بھی لہلہا رہا ہے۔

مشق فتویٰ نویسی کا کورس صرف دو سال کا ہے سال اول کے طلبہ کو پہلے مشقی سوالات دیئے جاتے ہیں۔ پھر جب محسوس کیا جاتا ہے کہ یہ اب گھٹنوں کے بل چلنے لگے ہیں تو انہیں باہر سے آئے ہوئے آسان پھر بتدریج مشکل اور تحقیق طلب سوالات دیئے جاتے ہیں۔ دو سال پورا ہوتے ہوتے یہ اس لائق ہو جاتے ہیں کہ میدان فتویٰ نویسی میں اپنے پاؤں کے بل چل سکیں گو کہ دشوار گزار راستوں میں اب بھی انہیں بہت کچھ سہارا کی ضرورت ہوتی ہے تاہم سہل راستے یہ خود طے کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں مر اسلاتی کورس پانچ سال کا ہے اس سے وابستہ علماء اپنا یہ سفر پانچ سال میں طے کرتے ہیں اور یہ سال میں صرف ایک دفعہ امتحان کے لئے مرکز تربیت افتاء میں حاضر ہوتے ہیں ان حضرات کی تربیت میں درج ذیل امور کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

۱۔ سوال اور سائل کے مقصد اور اس کی الجھن کو سمجھیں، اس کے لئے بار بار سوال پڑھنے اور اس کے مضامین میں غور کرنے کی تاکید کی جاتی ہے کیونکہ جب تک سوال کی گہرائی

میں اتر کر اس کی حقیقت کا سراغ نہ لگایا جائے تشفی بخش جواب نہیں دیا جاسکتا، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سوال کو سمجھنا نصف جواب ہے۔

۲۔ سوال فقہ کے جس باب سے تعلق رکھتا ہے اس کا کامل مطالعہ کرنے پر زور دیا جاتا ہے تا کہ اس کے تمام گوشے طالب علم کے سامنے آجائیں پھر وہ اس اطمینان واذعان کے ساتھ جواب لکھے کہ اس نے درپیش مسئلے کا جو حکم سمجھا ہے وہ صحیح ہے۔

۳۔ جواب جامع، مختصر، واضح، عام فہم، خوشخط مرتب کرانے کی پوری کوشش ہوتی ہے

۴۔ ساتھ ہی اس امر کا التزام رکھا جاتا ہے کہ فقہ حنفی کی کتب معتمدہ سے کسی ایک یا دو تین کتاب کا صریح جزئیہ نقل کر دیا جائے۔

۵۔ مشق کے دوران فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت کے مطالعہ اور اس سے استفادہ پر خصوصی توجہ دلائی جاتی ہے تا کہ ان کتابوں کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ ہو سکے، ساتھ ہی جواب کی صحت پر مستفتی کو خوب وثوق بھی حاصل ہو۔

۶۔ جواب کی صحت کے ساتھ اس امر پر بھی توجہ دلائی جاتی ہے کہ جواب کے کسی جملے یا حصے سے کوئی مخالف بیجا فائدہ نہ اٹھا سکے، اور اسے جواب کی دوسری تعبیرات کے عیاں کر کے سمجھایا جاتا ہے۔

۷۔ اس بات پر بھی توجہ دی جاتی ہے کہ سائل اگر خالی الذہن نہیں ہے اور اس کے دل میں کوئی خلجان ہے مگر وہ واضح نہیں کر پا رہا ہے، یا کسی وجہ سے چھپا رہا ہے تو اس کے خلجان کو سمجھ کر جواب ایسا لکھا جائے کہ اس کی تشفی ہو جائے گو کہ جواب بہت ہی مختصر ہو۔

۸۔ ابتدائی مراحل میں تربیت کا کام بہت دشوار ہوتا ہے کیونکہ طلبہ کے لکھے ہوئے فتوے کی اصلاح سے آسان تر یہ ہوتا ہے کہ اس کا جواب خود لکھ دیا جائے مگر ایسا نہ کر کے انہیں سنبھال دیا جاتا ہے محنت انہوں نے بہت کی ہوتی ہے اس لئے جب ان کا کوئی جملہ سرخ روشنائی سے قلم زد کیا جاتا ہے تو بسا اوقات انہیں تکلیف بھی محسوس ہوتی ہے مگر جب اس کی باریکیوں اور ان کی خامیوں کو اجاگر کیا جاتا ہے تو وہ شگفتہ کلی کی طرح کھل اٹھتے ہیں۔

۹۔ اصلاح کا ایک طریقہ یہ ہوتا ہے کہ طالب علم کی تحریر کو اپنے معیار کے مطابق کیا جائے اور دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ صحت کی حد تک تحریر کو درست کر کے جاری کر دیا جائے، بہت سے طلبہ کے ساتھ دوسرا طریقۂ اصلاح اختیار کرنا پڑتا ہے کہ وہ استاذ کے معیار تک آسانی سے پہنچ نہیں پاتے اب اگر ان کی پوری یا بیشتر تحریر بار بار قلم زد کر دی جائے تو ان کا حوصلہ ٹوٹ جائے گا، پھر ایک شکست خوردہ کی طرح تھک ہار کر بیٹھ رہیں گے اس سے بہتر ہے کہ انہیں آہستہ آہستہ منزل کی بلندی تک پہنچانے کی کوشش کی جائے۔

۱۰۔ ایک مشکل کام ہوتا ہے حکم اور جزئیہ میں مطابقت، بہت ایسا ہوتا ہے کہ طالب علم محسوس کرتا ہے کہ یہ جزئیہ حکم کے عین مطابق ہے حالانکہ دونوں میں کوئی باریک فرق ہوتا ہے، بلکہ بسا اوقات قدرے واضح فرق ہوتا ہے ایسے مقام پر اگر استاذ نے کچھ بھی عجلت سے کام لیا تو اس سے بھی خطا یقینی ہوتی ہے اس لئے اس دقیق راستے پر استاذ و شاگرد دونوں کو بہت سنبھل کر چلنا اور اشباہ و نظائر میں امتیاز کرنا ضروری ہوتا ہے، ان میں سے کسی نے کچھ بھی بے اعتنائی کی تو اس کے قدم پھسل سکتے ہیں۔ بلکہ پھسل جاتے ہیں کاموں کی کثرت اور فرصت کی کمی کے باوجود اس پر بھی خصوصی توجہ رکھی جاتی ہے۔

۱۱۔ بہار شریعت ''آداب مفتی''، شرح عقود رسم المفتی اور مفید المفتی کا لازمی مطالعہ کرایا جاتا ہے اور اس کا باضابطہ امتحان بھی ہوتا ہے۔

۱۲۔ ساتھ ہی تربیت افتاء میں طالب علم کی لیاقت کو جانچنے کی لئے ہر سال ششماہی و سالانہ دو دو امتحانات بھی ہوتے ہیں، کچھ تحریری اور کچھ تقریری، تقریری امتحان صرف سال کے اخیر میں ہوتا ہے جس کے لئے باہر سے کسی ماہر فقیہ و مفتی کو مدعو کیا جاتا ہے تا کہ طلبہ پوری جد و جہد کے ساتھ اپنے کو بہتر سے بہتر بنانے کی سعی کریں۔

اس اہتمام پھر اخلاص کے ساتھ مرکز تربیت افتاء اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے خدا کرے کہ یہ اسی طرح رواں دواں رہے۔ السعی منا و الإتمام من الله.

حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے آسان کام

ہے پیری مریدی اس کے بعد تقریر، اس کے بعد تدریس، اس کے بعد تصنیف وتحریر، اس کے بعد فتویٰ نویسی، پھر وہ اس کی شرح بھی فرماتے تھے۔ بڑے مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے لئے سب سے مشکل زمین کا انتخاب کرکے اس سے چشمۂ فیض جاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں پھر خلق خدا کو اس سے اس شان کے ساتھ سیراب کرتے ہیں کہ انہیں نہ داد کی پرواہوتی ہے، نہ صلہ کی تمنا۔

خدا کرے کہ ہمارے اہل خیر حضرات کچھ اس طرح کے اداروں کی اہمیت وافادیت کا بھی احساس کریں اور ان کے تعاون میں جی کھول کر حصہ لیں۔

محمد نظام الدین رضوی

خادم درس وافتاء دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم، مبارک پور، اعظم گڈھ

۲۵/اگست ۲۰۰۶ء

پیش لفظ

مفتی محمد اختر حسین قادری

استاذ و مفتی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی (یوپی)

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

اما بعد! اس وقت عالم اسلام جن مصائب و آلام سے دو چار اور طوفان ابتلاء و آزمائش میں گرفتار ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ بحر و بر، خشک و تر، دشت و جبل غرضیکہ زمین کے جس گوشے میں جھانکئے ہر سو افتراق و انتشار، فتنہ و فساد اور افراتفری کا بازار گرم ہے اور اعدائے دین ملت اسلامیہ کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کی پوری جد و جہد میں مصروف ہیں۔

ہم اپنے طور پر ان آفتوں اور شکستہ سامانیوں کے اسباب و علل جو کچھ بھی سمجھیں مگر اصل سبب ہماری بد اعمالی، احکام شرعیہ سے حد درجہ بے تعلقی اور دوری، اسلامی اقدار و نبوی تعلیمات سے بغاوت و نفرت اور اپنے کالے کرتوت ہیں۔ قرآن کا ارشاد ہے: "ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم." (سورۃ الشوریٰ ۳۰)

اور ایک مقام پر ہے: "ظهر الفساد فی البر والبصر بماکسبت أیدی الناس" (سورۃ الروم ۴۱)

ان آیات طیبات سے مثل آفتاب نیمروز واضح ہے کہ انسانی کرتوت ہی دنیا میں فساد اور بگاڑ کا سبب ہیں اور آج عالم انسانیت کو جن تباہیوں اور ہلاکتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ان میں ہمارے ہی کردار و عمل کا دخل ہے۔

اب ایسے عالم رستاخیز میں داعیان اسلام اور مصلحین امت کا یہ اخلاقی اور منصبی فریضہ ہے کہ وہ سسکتی انسانیت کو قعر مذلت سے نکالنے اور تعفن زدہ ماحول کو ایمان و عمل کی خوشگوار فضا میں بدلنے کا سامان مہیا کریں اور امت کو ایسے علم و حکمت سے مزین کرنے کی

کوشش کریں جس کے ذریعہ وہ خداوند قدوس کی رحمتوں عنایتوں اور کرم نوازیوں کی مستحق بن سکے اور مادہ پرستی کے اس خوف ناک دور میں آخرت پر یقین کامل پیدا کر کے اپنے اندر خوف خدا اور سول لائے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا بھر میں لاکھوں کالجز و یونیورسٹیز میں نوع بنوع علوم وفنون کی بساط بچھی ہوئی ہے اور طرح طرح کے علم واکتشاف سے لوگ آشنا ہو رہے ہیں مگر ان علوم سے شخصیتوں کی تعمیر، قلوب واذہان کا تزکیہ، افکار وخیالات کی تطہیر، اور گفتار وکردار کی پاکیزگی کا کام کس قدر انجام پا رہا ہے یہ کسی ہوشمند پر پوشیدہ نہیں ہے۔

عروج وارتقا کے اس عہد میں مادیت کا غلبہ، جنسی انارکی، بے حیائی وبے غیرتی الحاد وبددینی اور اسلام مخالف رجحان انہیں دنیوی دانش گاہوں کی دین ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کے دانش کدے جب ایک انسان کو صحیح معنی میں انسان نہیں بنا پا رہے ہیں تو بھلا کسی کو مسلمان کیا بنا سکیں گے۔

چنانچہ حالات کا بنظر غائر مطالعہ کرنے کے بعد ہر انسان پسند قائد اور مخلص رہنما اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتا ہے کہ اخلاق وکردار کی بلندی، ایمان وعقیدے کی صحت اور روحانی سکون واطمینان کی دولت صرف اور صرف علوم دینیہ کی تحصیل سے نصیب ہو سکتی ہے جن کے مراکز دینی مدارس اور اسلامی جامعات ہیں۔

چنانچہ اس حقیقت کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم بستوی ریڈر شعبہ علوم اسلامیہ، ہمدرد یونیورسٹی دہلی لکھتے ہیں:

"ملت اسلامیہ پر دینی مدارس کا احسان عظیم ہے کہ آج مسلمان کسی حد تک اسلام کے اصول وفروع سے واقف ہے ورنہ لامذہبیت کی جو ہوا چل رہی ہے اس کی زد میں نہ جانے کتنے کمزور ایمان والے اپنے ایمان سے محروم ہو چکے ہیں اور ایسا صرف ان کی دینی مدارس سے بے رغبتی کے نتیجے میں ہوا۔ (دینی مدارس اور عہد حاضر کے تقاضے ص ۱۴)

اس لئے ملت کے جو نونہال دینی مدارس میں رہ کر علوم شرعیہ کے حصول میں سرگرم

ہیں ان کی دینی بیداری میں مزید اضافہ کیا جائے، دین میں درک وکمال پیدا کرنے کا سلیقہ سکھایا جائے اور دینی تعلیم میں نہایت یکسوئی کے ساتھ متوجہ رہنے کا شعور دے کر ان کی زندگی میں جلا بخشی جائے نہ یہ کہ اس بچے کچھے سرمایہ کو بھی دنیا کی بھینٹ چڑھا دیا جائے اور قوم کی عطیات وصدقات سے علمی نشو ونما پانے والوں کو دین کی تبلیغ واشاعت اور مذہب کی حفاظت و صیانت کے کام میں متوجہ کرنے کے بجائے دنیوی تعلیم گاہوں میں بھیج کر مادیت کے دلدل میں ڈھکیل دیا جائے، جو لوگ دینی مدارس میں کالج کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش میں لگے ہیں اور طلبۂ علوم نبویہ کو یونیورسٹیوں میں جانے کی ترغیب دے رہے ہیں انہیں قوم کے سامنے جوابدہ ہونے اور کل میدان محشر میں خدائے بزرگ وبرتر کی بارگاہ حساب میں سخت محاسبے سے خوف کرنا چاہئے۔

کیونکہ زمانے کے حالات وکوائف پر نظر رکھنے والوں سے یہ حقیقت چھپی نہیں ہے کہ آج ملت اسلامیہ کو داخلی اور خارجی دونوں طرح کے خطرناک فتنے اور چیلنج درپیش ہیں اور ہمیں دونوں سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت ولیاقت کی ضرورت ہے خارجی فتنے کفار و مشرکین اور یہود ونصاریٰ کی شکل میں ہمارے سامنے منھ پھاڑے کھڑے ہیں اور داخلی فتنے یہود ونصاریٰ کی پروردہ مسلمانوں میں وہ گمراہ جماعتیں ہیں جو ہماری نئ نسلوں کے ایمان و عقیدے پر شبخون مار رہی ہیں اور ان کو اسلام کے متوارث عقائد اور اعمال سے برگشتہ کرنے کے لئے جان توڑ کوشش کر رہی ہیں ہم ان فتنوں کو وہابیت، دیوبندیت، قادیانیت، نیچریت اور صلح کلیت کے نام سے جانتے ہیں ان تمام داخلی فتنوں میں وہابیت، ودیوبندیت اور صلح کلیت عالم اسلام کے لئے سب سے بھیانک اور خطرناک فتنے ہیں جن کی سرکوبی اور بیخ کنی دنیوی کالج اور یونیوسٹی سے نہیں بلکہ دینی مدارس سے ہی ہوگی۔

ایسی صورت میں جو طلبہ مدارس اسلامیہ میں زیر تعلیم ہوں ان میں ان چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی استعداد وقوت پیدا کی جائے اور علوم دینیہ میں مہارت ورسوخ حاصل کرایا جائے خصوصاً فقہی مآخذ ومصادر اور فقہی کلیات جزئیات پر گہری نگاہ رکھنے کا سامان مہیا کیا جائے تاکہ وہی قیمتی افراد علم وعمل کی دولت سے مالا مال ہو کر تہی دستوں کو علم وعمل کا خزانہ دیں،

دین بیزاری اور راحت پسندی کے اس پرفتن دور میں امت کو ضلالت و گمرہی سے بچائیں اور زوال پذیر انسانیت کو بدعقیدگی و بدعملی کے غار سے نکال کر رشد و ہدایت کے بلند مینار پر پہنچانے کا زریں کارنامہ انجام دیں، البتہ یہ بھی ایک مسلم امر ہے کہ آج کی انحطاطی دنیا میں کسی ایک شخص کا جملہ علوم وفنون پر مہارت رکھنا نہایت مشکل اور دشوار ہے اس لئے ہمیں تقسیم کار کے طریقے کو اپنا کر تفسیر و حدیث، فقہ و فتاویٰ، علم کلام و مناظرہ، اور منطق و فلسفہ کے ماہرین کی الگ الگ ٹیم تیار کرنا ہوگی جس کے ذریعہ دین متین کی عظیم خدمت بحسن وخوبی انجام دی جاسکے گی۔

استاذ الفقہاء فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ کو رب کائنات نے فقہ وفتاویٰ کی جس لازوال نعمت سے نوازا تھا اور فتویٰ نویسی کی روح سے آپ کو جس قدر شناسائی بخشی تھی وہ ہر کہ ومہ پر ظاہر ہے چنانچہ آپ نے فقہ سے اسی فطری مناسبت اور ۴۵ رسالہ فتویٰ نویسی کی طویل تجربہ کی بناء پر تقسیم کار کے طریقے کو اپناتے ہوئے بالغ نظر فقہائے کرام اور مفتیان عظام کی جماعت تیار کرنے کا اقدام فرمایا اور فقہ حنفی کے خلاف بدمذہبوں خصوصاً غیر مقلدوں کی جانب سے اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ کرنے اور قوم مسلم کو احکام شرعیہ سے روشناس کرانے کے لئے افراد سازی کا نادر المثال کارنامہ انجام دیا جس کا نتیجہ ہے کہ آج فیضان فقیہ ملت سے پورا عالم اسلام محظوظ ہورہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ صبح قیامت تک یونہی محظوظ ہوتا رہے گا۔

اس وقت آپ کے ہاتھوں میں گلستان امجدی کی بہاروں میں پروان چڑھنے والے ان علماء کرام کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو شب وروز آستانۂ فقیہ ملت سے پھوٹنے والی خوشبوئے تفقہ سے اپنے مشام علم وحکمت کو معطر کرتے ہیں اور امت مسلمہ کو درپیش مسائل میں صحیح رہنمائی کرنے کا شعور لے رہے ہیں، آپ کو ان فتاویٰ کے مطالعہ سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوجائے گا کہ تغیر پذیر زندگی میں مسلمانوں کے نت نئے الجھے ہوئے مسائل کی عقدہ کشائی کرنے، ساتھ ہی فقہی سرمایہ کی آفاقیت وافادیت کو عام سے عام تر کرنے کی خاطر افراد سازی میں مرکز تربیت افتاء بلاشبہ نہایت اہم کردار نبھا رہا ہے۔

چنانچہ مرکزہ تربیت افتاء میں تشریف ارزانی فرمانے والوں کے گرانقدر تأثرات میری تحریر کی صداقت پر شاہد عدل ہیں آیئے آپ بھی ان کو ملاحظہ فرما کر مسرور ہوں۔

☆☆☆

جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مفتی شبیر حسن صاحب قبلہ رضوی

شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ روناہی فیض آباد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! فقیر حضرت مفتی محمد ابرار احمد امجدی صاحب زیدحبہ وعلمہ کی دعوت پر دارالعلوم امجدیہ ارشد العلوم، اوجھا گنج میں سالانہ امتحان کے لئے ۵رشعبان المعظم ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۰رستمبر ۲۰۰۵ء بروز شنبہ حاضر ہوا تربیت افتاء حاصل کرنے والے حضرات علمائے کرام و درجات ثالثہ تک کے طلباء کرام کا امتحان لیا۔ شرح عقود رسم المفتی وشرح جامی جیسی معیاری کتابوں کے امتحانات لئے اور انہیں ہر طرح اختیار کیا اور جانچا سوالوں کے جوابات اچھے دیئے اور صحیح پائے بڑی مسرت ہوئی جس سے یقین ہوتا ہے کہ محبّ گرامی مفتی محمد ابرار احمد امجدی زید علمہ کی زیر نگرانی تربیت افتاء کا کام بہت اچھے طریقے سے ہو رہا ہے، اور حضرات اساتذۂ کرام اپنے فرائض منصبی کے انجام دہی میں ہمہ تن مصروف ہیں، تربیت افتاء سے متعلق فتاویٰ کے رجسٹر بھی دیکھے جو کافی مقدار میں ہیں اور ان پر محبّ گرامی محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب زید مجدہ وحضرت مفتی محمد ابرار احمد امجدی صاحب کی تصحیح اور ان کی تائیدات وتصدیقات بھی دیکھیں جن سے ان کی وقعت اور ان کا وزن اور بڑھ گیا۔

فقیر کی دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمۃ و الرضوان کے لگائے ہوئے اس شجر بے مثیل کو ہمیشہ سبز وشاداب رکھے اور یہ ہمیشہ پھلتا پھولتا رہے اور آفات ارضیہ وسماویہ سے محفوظ ومصون فرمائے اور نائب فقیہ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان مفتی محمد ابرار احمد امجدی ودیگر برادران گرامی وقار کو حضرت فقیہ ملت کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ اور اخیر میں اہل ثروت حضرات سے پرخلوص گزارش ہے کہ اس فقید المثال

ادارہ مرکز تربیت افتاء کی جانب اپنی خصوصی توجہ فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ تعاون فرما کر دارین کی سعادتوں کے مستحق بنیں اور یہ شجر بے مثیل تناور ہو کر ہمیشہ پھلتا پھولتا رہے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆☆☆

صاحب الفضیلہ حضرت مولانا صدر الوریٰ صاحب مصباحی

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

شہزادۂ فقیہ ملت حضرت مولانا انوار احمد امجدی دام ظلہ کی دعوت پر عرس فقیہ ملت حضرت علامہ الحاج مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان وجشن دستار مفتیان اسلام میں پہلی بار حاضری کا شرف ملا، جب کہ اس سے قبل اوجھا گنج کی سرزمین پر دوبار اور بھی حاضری ہوئی ہے۔ پہلی مرتبہ جب کہ حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر ہندوستان کے طول وعرض میں بجلی کی طرح پھیلتے ہی ملک کے گوشے گوشے سے اکابر علمائے کرام ومفتیان دین وارباب دانش اور عوام اہل سنت کے قافلے نمناک آنکھوں کے ساتھ نماز جنازہ میں شرکت کے لئے اترنا شروع ہو گئے تھے۔ میں بھی جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے اساتذہ کے ساتھ عالم درد وکرب میں حاضر ہوا۔

دوسری بار مخدوم گرامی وقار استاذ معظم محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری دامت برکاتہم العالیہ کی معیت میں عرس چہلم میں حاضری کا موقع ملا۔ اس کے بعد باضابطہ عرس کا سلسلہ قائم ہو جانے کے بعد حاضری کا یہ پہلا موقع تھا۔

حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ کی ذات بلاشبہ گوناگوں محاسن وکمالات کی حامل تھی، تدریس، تصنیف، افتا، زہد وتقویٰ، تصلب فی الدین کے نمایاں شاہکار تھے، مدرس ایسے جن کی درسگاہ فیض سے نامعلوم کتنے طالبان علوم نبوت نے خوشہ چینی کی، مصنف ایسے جن کی

تصانیف کو اللہ رب العزت نے وہ قبول عام عطا فرمایا کہ عوام وخواص سبھی ان سے فیضیاب ہو رہے ہیں، مفتی ایسے جن کی وسعت نظر کا یہ عالم کہ جملہ ابواب فقہ پر کامل عبور حاصل تھا، زہد و تقویٰ ایسا کہ عبادات، معاملات ہر امر میں حکم شرع کو ہمیشہ ملحوظ رکھا، کسی دنیاوی مصلحت و منفعت سے کبھی کوئی سمجھوتہ نہیں کیا، تصلب فی الدین ایسا کہ اپنے وطن مالوف میں کسی دیوبندی وہابی کا آنا کبھی برداشت نہیں کیا، بلکہ سنا ہے کہ اس علاقے میں دور دور تک کسی بدمذہب کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔

حضور فقیہ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے قوم وملت کی جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، ''فتاویٰ فیض الرسول'' آپ کا وہ علمی وفنی شاہکار ہے جو نئی نسلوں کے لئے میدان افتا میں مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے، اوجھا گنج کی سرزمین پر آپ نے جو مفتی ساز ادارہ بنام ''مرکز تربیت افتا'' قائم فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے، قوم کو ایسے باصلاحیت علما کی ضرورت تھی جو درس نظامی پر دسترس رکھنے کے ساتھ علم الفتویٰ میں بھی مہارت رکھتے ہوں، اور ہر صاحب نظر اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ علم الفتویٰ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے کسی طبیب حاذق کے یہاں مشق وممارست ضروری ہے مگر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص فضل کسی پر ہو جائے۔ و ما ذلك على الله بعزيز.

حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ نے اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ادارہ قائم فرمایا اور الحمد للہ آپ کے عہد ہی میں ارباب فتویٰ کے کئی ایک قافلے علم وعمل کے زیور سے آراستہ ہو کر فارغ التحصیل ہوئے۔ حضور فقیہ ملت کی رحلت سے یقیناً جماعت اہل سنت میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوا اور محسوس یہ ہو رہا تھا کہ آپ کے قائم کردہ ادارہ پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ کیوں کہ مطب تو تھا پر طبیب حاذق دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔

مگر شہزادگان فقیہ ملت حضرت مولانا انوار احمد امجدی اور حضرت مولانا مفتی ابرار احمد امجدی نے فوراً اکابر علمائے اہل سنت ومستند مفتیان کرام سے رابطہ قائم کر کے ادارہ کا وقار کھونے سے بچا لیا، اور یہ مفتی ساز ادارہ ہمہ دم شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔ اور اب تو درس نظامی کا بھی باضابطہ آغاز ہو چکا ہے۔ دومنزلہ مستطیل عمارت علمی شان وشوکت کی غمازی کرتی

ہے۔ "مرکز تربیت افتاء امجدیہ ارشد العلوم" میں تربیت پانے والے علما کے فتاویٰ دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی تعلیم وتربیت پر بھرپور توجہ صرف کی جاتی ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ادارہ کی حفاظت فرمائے اس کی ترقی کے لئے غیب سے اسباب مہیا فرمائے اور اس کے ارکان، معاونین ومخلصین سب پر اپنا فضل فرمائے۔ آمین.

☆☆☆

ڈاکٹر سراج احمد قادری، ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی

کانفی ڈینشل آف۔ایس۔پی سنت کبیر نگر (یوپی)

پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی

ستارے جس کی گرد راہ ہوں وہ کارواں تو ہے ڈاکٹر اقبال

ڈاکٹر اقبال کے اس شعر کی روشنی میں حضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ کا مقام ومرتبہ بلند وبالا آسمان سے کہیں زیادہ بلند ورفیع ہے۔ یقیناً وہ ایسے ہی قافلے کے سالار اور میر کارواں تھے جہاں سے علم وفضل کے ایک سے بڑھ کر ایک آفتاب وماہتاب اپنی علم وادبی شعاؤں سے پوری کائنات کو روشنی بخش رہے ہیں۔

حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ میں میں نے جو بات بہت قریب سے محسوس کی وہ یہ کہ وہ ایک علم دوست عالم دین تھے۔ علم سے ان کو بے پناہ لگاؤ تھا۔ وہ ہر ذی علم کو بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور ہر اس شخص کی ہمت افزائی فرماتے تھے جس کے اندر قدرے علمی وادبی کام کرنے کا جذبہ کارفرما ہوتا۔ غالباً ۱۹۹۸ء کی بات ہے کہ مرکز تربیت افتاء دار العلوم امجدیہ اہل سنت ارشد العلوم، اوجھا گنج، ضلع بستی کا سالانہ جلسۂ دستار بندی کا پروگرام تھا جس میں میرے کرم فرما حضرت علامہ انوار احمد قادری صاحب قبلہ سربراہ وسجادہ نشین مرکز تربیت افتاء وخانقاہ امجدیہ اوجھا گنج، بستی (یوپی) نے مجھے بھی شرکت کی دعوت دے رکھی تھی۔ چونکہ مولانا محترم بڑے ہی نیک خصلت انسان ہیں اور ان کی نوازشیں مجھ پر بیکراں ہیں میں ان کی نوازشوں کے پیش نظر جلسے میں حاضری کے لئے تیار ہوگیا۔ وقت مقرر پر اوجھا گنج پہنچ کر

جو چیزیں میرے مطالعہ ومشاہدہ میں آئیں وہ یہ کہ میں نے دیکھا کہ ملک گیر سطح کے علمائے اہل سنت کا مجمع ہے۔اکابر علماء حضرت فقیہ ملت کو اپنے حلقے میں لئے ہوئے ہیں اور گفتگو کی مجلس سرگرم ہے۔باہر سے آنے والے حضرات آرہے ہیں۔اور حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ سے مصافحہ ودست بوسی کرر ہے ہیں۔حضرت باہر سے ہرآنے والے کی خیریت معلوم کرکے منتظمین خصوصاً محب گرامی حضرت علامہ انوار احمد امجدی صاحب قبلہ کو پاس بلاکر تنبیہ کرتے ہیں کہ دیکھو یہ فلاں صاحب ہیں ان کو پانی پلاؤ،کھانا کھلاؤ ضیافت میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے۔یہ عالم دین ہیں انہوں نے دین کا بہت بڑا کام کیا ہے۔وغیرہ وغیرہ۔ لوگ بڑے ہی احترام کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔لوگوں کا اس طرح ادب واحترام کے ساتھ کسی عالم دین کی مجلس میں بیٹھنا یاد بزرگاں کی ایک جھلک پیش کرتا ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم صدہا سال قبل کسی بزرگ عالم دین کی مجلس میں شریک ہیں۔بقول جناب طاہر لاہوری:

گلابوں کی صورت مہکتے ہیں چہرے
بڑی خوبصورت ہے ان کی کہانی

اختتام جلسہ پر دوبارہ ان کے کمرے میں زیارت اور واپسی کی اجازت کے لئے حاضر خدمت ہوا۔موقع کو غنیمت جانتے ہوئے میں نے اپنے ڈاکٹریٹ کا مقام ’’مولانا احمد رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری-ایک تحقیقی مطالعہ‘‘ پیش کیا اور التماس کیا کہ حضور اسے ملاحظہ فرمانے کے بعد اپنے گراں قدر تاثرات سے ضرور نوازیں کرم ہوگا۔حضرت نے ایک نظر دیکھتے ہی بے پناہ خوشی کا اظہار فرمایا اور میرے سامنے ہی اس کی ورق گردانی شروع فرمادی۔ جوں جوں ورق الٹتے جاتے بے پناہ خوشی کا اظہار فرماتے جاتے مجھے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ اس وقت وہ خوشی کے مارے پھولے نہیں سمارہے ہیں۔اور مجھے کس کس طرح دعاؤں سے نواز رہے تھے اس کے بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔پوری کتاب ایک نظر ملاحظہ فرمانے کے بعد آخر میں ارشاد فرمایا میں اس کا مطالعہ بھی کروں گا اور اپنے تاثرات ضرور قلم بند کرکے آپ کو ارسال کرونگا۔حضرت کا یہ انداز کریمانہ دیکھ کر میں محو حیرت تھا کہ میں ایک ذرۂ ناچیز اور حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ علم وفضل کے آفتاب عالم تاب۔ع

چہ نسبت خاک را بہ آسمان بلند

نیز ارشاد فرمایا مولانا! آپ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ اس کے بعد کونسا کام کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور! اسی مقالے کی جلد اول ”نعتیہ روایت کا عروج و ارتقاء ایک تاریخی و تجزیاتی مطالعہ“ کی ترتیب و تہذیب میں لگا ہوا ہوں۔ نیز ایک کتاب حضرت شیخ عبد العزیز بن حمید اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ”عمدۃ الاسلام“ کے نام سے ہے اس کا فارسی سے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے جو اس وقت اکیڈمی میں ایرول کے لئے داخل ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت کی پیشانی خوشیوں سے چمک رہی ہے۔ ارشاد فرمایا مولانا! کام کیجئے آپ کام کے آدمی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے میری ہمت افزائی کے لئے ارشاد فرمایا کہ آپ مجھے دیکھئے میں اس عمر کو پہنچ گیا ہوں نیز بیماریاں بھی دامن گیر ہیں اس کے باوجود میں تین چار بجے بیدار ہو جاتا ہوں ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد کتابوں کے مطالعہ اور تصنیف و تالیف میں لگ جاتا ہوں۔

کچھ ہی دن بیتے ہوں گے کہ ایک روز میں محب گرامی حضرت علامہ انوار احمد امجدی صاحب قبلہ سے ملاقات کے لئے ان کے کتب خانہ پر حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ مولانا محترم آج بہت خوش ہیں بعد مصافحہ کے میں نے عرض کیا حضرت! کیا بات ہے آج آپ بہت خوش نظر آرہے ہیں تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ آج مجھ سے زیادہ تو آپ کو خوشی ہونی چاہئے میں نے عرض کیا کیوں؟ اس پر انھوں نے اپنی جیب سے ایک لفافہ نکالتے ہوئے میری جانب بڑھایا اور ارشاد فرمایا کہ حضرت فقیہ ملت قبلہ نے آپ کی کتاب کا عمیق مطالعہ فرمانے کے بعد اپنے تاثرات قلم بند فرمائے ہیں۔ ملاحظہ ہو: حضرت کی وہ تحریر آج بھی میرے پاس محفوظ ہے جو میرے لئے ایک بہت بڑا اعزاز اور ایوارڈ کا درجہ رکھتی ہے جسے میں سرمایۂ افتخار سمجھتا ہوں۔

حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ میں دو چیزیں بہت ہی نمایاں تھیں جسے میں ان کی کامیابی و کامرانی کا راز تصور کرتا ہوں۔ اولاً یہ کہ وہ اپنے پیر و مرشد فقیہ العصر حضرت صدر الشریعہ علامہ حکیم الحاج محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے بہت ہی گرویدہ و شیدائی تھے۔ جس

طرح ایک مرید کو اپنے مرشد سے عقیدت و محبت اور احترام ہونا چاہئے۔ عصر حاضر میں اس کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھے آپ دوسرے یہ کہ اپنے استاذ کے بہت ہی قدرداں اور ان کے بہت ہی لائق و فائق شاگرد تھے۔ چونکہ آدمی پر استاذ کا بہت بڑا حق ہوتا ہے جس سے آدمی کبھی بھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ اپنے استاذ گرامی مناظر اہل سنت رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے اسی تناظر میں قدرداں تھے۔ اور ان دونوں شخصیتوں سے عقیدت و محبت کا سنگم اگر دیکھنا ہو تو آج بھی اوجھا گنج میں مرکز تربیت افتاء کی پرشکوہ عمارت دعوت نظارہ دے رہی ہے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد اور استاذ کی یاد کو تازہ کرنے اور ہمہ وقت لوگوں کی زبان پر اس کا ذکر رہنے کے لئے اس عظیم درسگاہ کا نام کتنا خوبصورت تجویز فرمایا جو اپنے آپ میں منفرد المثال ہے یعنی ''دار العلوم امجدیہ اہل سنت ارشد العلوم'' اوجھا گنج ضلع بستی حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ ان کے علاوہ بہت ساری خوبیوں کے جامع تھے۔ جن کا ذکر کبھی اور کیا جائے گا۔ انشاء اللہ مولیٰ تعالیٰ

دل و دماغ کے آنگن میں چھائی رہتی ہے
محبتوں کی حلاوت لطافتوں کا دھواں — طاہر لاہوری

☆☆☆

صاحب الفضیلہ حضرت مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری صاحب قبلہ

خانقاہ عالیہ قادریہ، بدایوں شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وبعد:

آج بتاریخ ۴ر جون ۲۰۰۶ء بروز اتوار محب گرامی مولانا خوشتر نورانی کے ساتھ مدرسہ امجدیہ ارشد العلوم کی حاضری کا شرف حاصل ہوا، ساتھ ہی حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی سعادت بھی حاصل ہوئی، مدرسہ نے ابھی اپنی زندگی کے چند سال پورے کئے ہیں لیکن اس مختصر سی مدت میں جماعت اہل سنت کے مدارس میں اپنی ایک منفرد

شناخت بنائی، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ غیر معمولی ترقی حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ کے اخلاص وللّٰہیت اور آپ کے حوصلہ مند صاحبزادگان حضرت مولانا انوار احمد امجدی اور حضرت مولانا مفتی ابرار احمد امجدی مدظلہما کی مخلصانہ جدوجہد کا نتیجہ ہے۔

مدرسہ کے اساتذہ کا حسن اخلاق، طلبہ کی سلیقہ مندی، یہ کسی اعلیٰ قیادت اور مخلصانہ جذبۂ تعلیم وتربیت کے بغیر ممکن نہیں ہے، ادارہ کی لائبریری نے بھی متاثر کیا قدیم وجدید کتب کا ایک حسین امتزاج ہے۔

رب قدیر ومقتدر اس ادارہ کو حضرت فقیہ ملت کے خوابوں کی تعبیر بنائے اور آپ کے شاہزادگان کو عزم، حوصلہ اور مزید جذبۂ خدمت عطا فرمائے۔ ان حضرات کی خدمات کو قبول فرمائے اور اس ادارہ کو اسلام وسنیت کا عظیم قلعہ بنادے۔ آمین ثم آمین بجق طٰہٰ ویٰسین علیہ التحیۃ والثناء.

☆☆☆

صاحب قلم حضرت مولانا خوشتر نورانی صاحب قبلہ

مدیر اعلیٰ ماہنامہ جام نور دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماضی قریب کی عظیم علمی وفقہی شخصیت فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ نے اپنے محتاط قلم سے جہاں ہزاروں فتاوے دے کر ملت کے کئی پیچیدہ مسائل کو سلجھایا، شرعی احکام کے ذریعے ملک وبیرون ملک میں پھیلے مسلمانوں کی رہنمائی کی اور ان کی اصلاح کی وہیں اپنی درسگاہ فیض سے سیکڑوں تلامذہ کو شریعت اسلامیہ کا امین بنا کر اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا، انہیں خوشہ چینوں میں سے راقم بھی ایک ہے اپنی علمی کم مائیگی کے باوجود بارہا محسوس کرتا ہوں کہ آج شریعت کا جو کچھ بھی شعور ہے وہ انہیں کی عنایات خسروانہ کا صدقہ ہے۔

آپ نے وسائل کی کمی کے باوجود اوجھا گنج جیسے ایک معمولی گاؤں میں طلبۂ مدارس کے لئے فقہ وافتا کے تربیت کی جو بزم سجائی ہے وہ آپ کی بے پناہ وسعت علمی ونظری کی دلیل ہے۔

آج بتاریخ ۴؍جون ۲۰۰۶ء کو مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری کی رفاقت میں جب دار العلوم علیمیہ جمداشاہی کے ایک پروگرام میں شرکت کے لئے حاضر ہوا تو اوجھا گنج آنے کی سعادت ملی اور اپنی نوعیت کا منفرد مفتی ساز ادارہ میں حاضری کا شرف حاصل بھی ہوا، شہزادۂ فقیہ ملت حضرت مولانا ابرار احمد امجدی کی معیت میں جب ادارہ کو دیکھا تو حیران رہ گیا، ویرانے کو لالہ زار بنانے کی مثل آپ نے ضرور پڑھی یا سنی ہوگی، اگر اسے محسوس پیکر میں دیکھنا ہو تو یہاں دیکھا جا سکتا ہے۔

حضرت کے دونوں صاحبزادگان مولانا انوار احمد امجدی اور مولانا ابرار احمد امجدی اپنے والد محترم کے خاکے میں رنگ بھرنے کے لئے جس طرح تگ و دو کر رہے ہیں، اس سے ادارہ کے تابناک مستقبل کا یقین ہو چلا ہے۔

☆☆☆

پانچواں عرس فقیہ ملت اور ساتویں فصل بہار

ماضی کی روایت کے مطابق اس سال بھی حضور فقیہ ملت قدس سرہ کی بارگاہ میں ہزاروں اہل وفا اور ارباب علم و دانش نے اپنی عقیدتوں اور ارادت مندیوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اور آپ کی تابناک زندگی کے مختلف گوشوں کو اجاگر کر کے ملت اسلامیہ کو اس کے عمل کی دعوت دی طے شدہ پروگرام کے مطابق ۳؍جمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۳۰؍جون ۲۰۰۶ء بروز جمعہ بعد نماز عصر عقیدت مندوں کے ہجوم اور اعزہ و اقرباء کے جمگھٹے میں امجدی منزل سے ایک عظیم الشان جلوس صاحب سجادہ حضرت مولانا انوار احمد قادری امجدی مدظلہ العالی و نائب فقیہ ملت حضرت مفتی محمد ابرار احمد امجدی برکاتی اور دیگر شہزادگان فقیہ ملت علیہ الرحمہ کی قیادت میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ نکلا اور آستانۂ فقیہ ملت پر پہنچ کر ایصال ثواب کے بعد اختتام پذیر ہوا۔

بعد نماز عشاء محفل پاک کا آغاز حضرت مولانا قاری شکیل رضا صاحب کی نغمہ بار آواز میں تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ عندلیبان گلشن نعت و منقبت نے اپنی زمزمہ سنجی سے فضا

پر کیف وسرور طاری کردیا اور نقیب اہل سنت مولانا شاہد رضا صاحب کی بے نظیر نقابت سے جلسہ گاہ میں ایک سنجیدہ ماحول پیدا ہوگیا۔ مقررین وواعظین اور خطباء اسلام نے عالم اسلام کی اس مایۂ ناز شخصیت کے حالات وکوائف بیان فرمائے مختلف عناوین وموضوعات پر اپنی خطابت کے جوہر دیکھائے۔ ۱۲ر بجکر ۵۵ منٹ پر قل شریف کا آغاز ہوا شہزادۂ فقیہ ملت حضرت مولانا انوار احمد قادری امجدی صاحب قبلہ سجادہ نشین حضور فقیہ ملت نے اسلاف کرام کی روایات کے مطابق سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ امجدیہ کی شجرہ خوانی فرمائی۔ شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری دامت برکاتہم العالیہ نے دعا وایصال ثواب کیا اور حاضرین نے اپنے اس عظیم محسن کی روح پر فتوح کو آیات قرآنیہ، اوراد ووظائف کا تحفہ پیش کیا۔

وفا کیشوں کی اس مقدس مجلس میں جلیل القدر علماء کرام ومشائخ عظام کے بابرکت ہاتھوں نے مرکز تربیت افتاء سے فارغ ہونے والے مفتیان کرام اور دار العلوم امجدیہ ارشد العلوم سے فراغت حاصل کرنے والے حفاظ کرام کے سروں پر زریں تاج رکھے اور اہل محفل فیضان فقیہ ملت کے جلوؤں سے خوب خوب محظوظ ہوئے اور بزبان حال پکار اٹھے۔ ع:

جس طرف دیکھئے نظر آتا ہے جلوہ تیرا

عرس کی اس بابرکت اور پاکیزہ تقریب میں ہزاروں عوام وخواص اور مریدین و متوسلین کے علاوہ:

(۱) محدث کبیر ممتاز الفقہاء حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری بانی وسربراہ جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی مئو

(۲) خطیب البراہین حضرت علامہ شاہ صوفی محمد نظام الدین صاحب قبلہ شیخ الحدیث تنویر الاسلام امرڈوبھا

(۳) جامع معقول ومنقول حضرت مفتی شبیر حسن صاحب قبلہ رضوی شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ، روناہی

(۴) محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور

(۵) حضرت علامہ مولانا نور محمد صاحب قبلہ قادری مدرسۂ عربیہ سعدی مدنپور باندہ

(۶) حضرت علامہ محمد عیسیٰ صاحب قبلہ امجدی دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا

(۷) حضرت علامہ محمد قمر عالم صاحب قبلہ قادری شیخ الحدیث دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی

(۸) خطیب شہیر حضرت علامہ محمد شریف الحسن صاحب قبلہ ہوڑہ بنگال

(۹) حضرت مولانا مفتی محمد حنیف صاحب صدر المدرسین جامعہ نوریہ بریلی شریف

(۱۰) حضرت مولانا افضال احمد صاحب دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف

(۱۱) حضرت مولانا قاری خلق اللہ صاحب قبلہ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف

(۱۲) حضرت مفتی محمد شہاب الدین صاحب قبلہ // // //

(۱۳) حضرت مولانا جمال احمد صاب قبلہ // // //

(۱۴) حضرت مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ // // //

(۱۵) حضرت مفتی محمد نسیم صاحب قبلہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

(۱۶) حضرت مولانا صدر الوریٰ صاحب قبلہ // // //

(۱۷) خطیب اہل سنت حضرت مولانا قاری رضی اللہ صاحب قبلہ

(۱۸) خطیب الہند حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قبلہ سبحانی گوراچوکی گونڈہ

(۱۹) شہزادۂ خطیب البراہین حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ دار العلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ

(۲۰) حضرت مولانا سراج احمد صاحب قبلہ چشتی ممبئی

(۲۱) حضرت مولانا مفتی عالمگیری صاحب قبلہ دار العلوم اسحاقیہ جودھپور

(۲۲) حضرت مولانا حفیظ اللہ صاحب قبلہ مہتمم اعلیٰ دار العلوم غریب نواز ڈومریا گنج

(۲۳) حضرت مولانا صوفی عبد اللطیف صاحب قبلہ پوکھرا بازار، بستی

(۲۴) حضرت مولانا عقیل احمد صاحب قبلہ عباسی دار العلوم منظر حق ٹانڈہ

(۲۵) حضرت مولانا معراج الحق صاحب قبلہ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی

(۲۶) حضرت مولانا محمد ایوب صاحب قبلہ جمدا شاہی، بستی

(۲۷) حضرت مولانا عبدالغفار صاحب قبلہ نعیمی — ناگاپار

(۲۸) حضرت مولانا صابر القادری صاحب قبلہ — بارہ بنکی

(۲۹) حضرت مولانا مفتی ابرار احمد اعظمی صاحب قبلہ — دار العلوم ندائے حق جلال پور

(۳۰) حضرت حافظ ایاز محمود صاحب قبلہ — مدنپورہ بنارس

(۳۱) حضرت مفتی خورشید احمد صاحب قبلہ — گورکھپور

(۳۲) حضرت مفتی محمد نعیم صاحب قبلہ برکاتی — دار العلوم بحر العلوم خلیل آباد

(۳۳) حضرت مولانا انوار احمد صاب قبلہ مصباحی — // // //

(۳۴) حضرت مولانا مصر حسین صاحب مصباحی — استاذ دار العلوم فیض النبی کپتان گنج

(۳۵) حضرت قاری محمد طیش صاحب قبلہ — دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی

(۳۶) حضرت مولانا فہیم بستوی صاحب قبلہ

(۲۷) حضرت مولانا ارمان علی صاحب — دار العلوم اشاعت الاسلام، بڑھنی بازار

(۳۸) جناب مولوی شوکت علی صاحب — اماری بازار بستی نے شرکت فرمائی اور فقیہ ملت کے علمی کارناموں اور یادگاروں کو دیکھ کر مسرت و شادمانی کا اظہار فرمایا اور امجدی گلشن کی سرسبز و شادابی کے لئے دعائیں کیں۔

تعمیرات ادارہ:

الحمدللہ ادارہ جس طرح اپنی تعلیمی و تربیتی دنیا میں حیرت انگیز پیش قدمی جاری رکھے ہوئے ہے یونہی تعمیری میدان کو بھی سر کرنے میں منہمک ہے چنانچہ اس سے قبل بالائی منزل کی چھت مکمل ہو چکی ہے اور دار الافتاء کے اوپری حصہ میں مہمان خانہ تکمیل کے مرحلہ میں ہے طلبہ اور اساتذہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر بے پلاسٹر اور بے رنگ و روغن عمارت میں ہی طلبہ کی رہائش اور تعلیم کا سلسلہ شروع کرنا پڑ گیا ہے۔

ہمیں اپنے مخلصین اور قوم مسلم کے غیور افراد پر یہ اعتماد ہے کہ فقہ حنفی کی نشر و اشاعت اور مسلک اہل سنت و جماعت کی تبلیغ کے لئے قائم اس قلعہ کی حفاظت کا بندوبست ضرور کریں گے اور اس کے عزائم اور منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں دل کھول کر امداد

فرمائیں گے سردست طلبۂ علوم اسلامیہ کی رہائش کے لئے ایک ہاسٹل اوران کے ذوق مطالعہ کی تسکین کے لئے لائبریری بلڈنگ کی سخت ضرورت ہے ارباب خیر کی توجہ سے یہ اہم مرحلہ حل ہونے میں انشاءاللہ کوئی مشکل درپیش نہیں ہوسکتی ہے۔و ما توفیقی الا باللہ العظیم.

مکتوبات فقیہ ملت زیر طبع:

حضرت فقیہ ملت قدس سرہ نے جس طرح اپنی تدریس وتقریر کے ذریعہ ملت اسلامیہ کے فرزندوں کوعلم وعمل کی دولت سے مالا مال کیا یونہی اپنی تحریروں سے بھی ان کی اصلاح فرمائی ہےان تحریرات میں آپ کے مکتوبات بڑی اہمیت کے حامل ہیں جن کے ذریعہ آپ نے اپنے تلامذہ احباب اور مخلصین و مستفیدین کومختلف انداز واسلوب میں پند وموعظت سے نوازہ ہےاوران کی اصلاح وتربیت فرمائی ہے۔ضرورت تھی کہ ان مکتوبات کوشائع کرکے ملت اسلامیہ کی نئی نسلوں کوایک راہنما اصول دیا جائے۔چنانچہ محبّ گرامی حضرت مولانا مفتی محمد شاہد القادری صدر المدرسین دار العلوم فیضان اشفاق ناگور شریف نے اس کے لئے کمر ہمت کس لی چنانچہ اس وقت دبستان امجدی کے گل ولالہ کوایک جاکر کے کمپوزنگ کے بعد پروف ریڈنگ میں لگے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ عرس فقیہ ملت کے حسین موقع پر ''مکتوبات فقیہ ملت'' کی رسم اجزاء عمل میں آئے گی۔اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اگر کسی صاحب کے پاس حضرت فقیہ ملت کے کچھ خطوط موجود ہوں تو مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج کے پتہ پرارسال فرمائیں ارکان ادارہ ان کے شکر گزار ہوں گے۔

اعلان داخلہ

بحمدہ تعالٰی مرکز تربیت افتاء میں فتویٰ نویسی کی تربیت کے لئے وقت کے مایہ ناز فقیہ اورعصر حاضر کے نوپیدا مسائل کوفقہ اسلامی کی روشنی میں حل کرنے کی عمدہ صلاحیت ولیاقت کے حامل محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی الجامعۃ الاشرفیہ سے اوجھا گنج تشریف لاتے ہیں اور تربیت لینے والے طلبہ کوسوالات دیتے ہیں ان کے جوابات دیکھتے ہیں اوران کی اصلاح کرتے ہیں حضرت مفتی صاحب قبلہ کے علاوہ مرکز تربیت افتاء کے سربراہ اعلیٰ شہزادۂ فقیہ ملت حضرت مولانا انوار احمد قادری امجدی اور مرکز

تربیت افتاء کے مفتی و استاذ شہزادہ فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد ابرار احمد برکاتی صاحب مستقل ادارہ کی نگرانی اور تربیت لینے والوں کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ اعدادیہ تا ثالثہ کے بچوں کی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ شعبۂ حفظ کا قیام حضور فقیہ ملت کی حیات میں ہی ہو چکا تھا۔ الحمد للہ یہ سارے شعبے بحسن وخوبی اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہیں اس لئے جو طلبہ داخلہ کے خواہش مند ہوں وہ ادارہ سے رابطہ قائم کر کے شوال میں آ کر داخلہ لے سکتے ہیں۔

هدیه تشکر

احباب اہل سنت اور مخلصین دین وملت نے حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ کی حیات ظاہری میں جس طرح تعاون پیش کیا تھا اور آپ کی ذات ستودہ صفات پر اعتماد کامل کی بدولت اپنی نوازشات کے دہانے کھول رکھے تھے اسی طرح حضرت کے اس فانی جہاں سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی ان کے مشن کو آگے بڑھانے میں ہمیں تقویت پہنچائی اور اپنی دینی وملی بے داری کا ثبوت دیتے ہوئے ادارہ کو بھرپور مالی تعاون سے نوازا۔ جس سے ادارہ بحمدہ تعالیٰ اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہے۔ ارکان ادارہ اپنے تمام کرم فرماؤں اور نوازشات کی بارش کرنے والوں کی خدمت میں ہدیہ تشکر اور نذرانۂ مدح ومحبت پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ رب کائنات انہیں دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ اور مزید دینی خدمات کی توفیق بخشے۔

اپیل

آخر میں ہم اپنے کرم نواز اہل محبت اور اصحاب دولت وثروت سے مخاطب ہوتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کو آج علم وحکمت اور قانون شریعت سے شناسائی کی کتنی ضرورت ہے یہ آپ پر بالکل عیاں ہے آج کے سلگتے ہوئے ماحول میں اسلام وسنیت کے تحفظ وبقاء کا مسئلہ سب سے اہم مسئلہ ہو گیا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مدارس اسلامیہ ہی اسلامی تہذیب و تمدن اور دینی شعار کی حفاظت کے قلعے ہیں ان قلعوں کی نگرانی اور ان کی ضروریات کی تکمیل آپ حضرات کے تعاون پر ہے۔

فتاویٰ

مسئلہ از: نبی بخش امجدی، ۵۵،خرادی محلہ، پالی مارواڑ، راجستھان

میں صاحب نصاب ہوں اور ہر سال ایک مدرسہ میں صرف زکاۃ کی رقم دیتا ہوں۔ مدرسہ والے زکاۃ کی رقوم کا حیلہ کرتے ہیں کیا میں اسی مدرسہ میں اپنی اولاد کو تعلیم دلوا سکتا ہوں؟ بینوا توجروا.

الجواب: جب مدرسہ والے زکاۃ کی رقم حیلۂ شرعیہ کے بعد مصارف مدرسہ میں صرف کرتے ہیں تو اس مدرسہ میں زکاۃ دینے والے کا اپنی اولاد کو تعلیم دلانا جائز ہے کہ بعد حیلۂ شرعیہ وہ مال مال زکاۃ نہ رہا بلکہ صدقۂ نافلہ ہوگیا جس کے لئے تملیک فقیر شرط نہیں بلکہ کسی بھی نیک کام میں اسے صرف کرنا جائز ہے۔ درمختار میں ہے:" و حیلة التکفین بھا التصدق علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما، کذا فی تعمیر المسجد. اھ "(ج ۲،ص ۱۷۲، کتاب الزکاۃ)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ’’زکاۃ کا روپیہ حیلۂ شرعیہ سے نیک کام میں صرف کرنا جائز ہے۔ اس حیلہ کے ساتھ مدرسہ کی امداد کرنا اور اس مدرسہ میں اپنی اولاد کو تعلیم دلانا بھی جائز ہے۔‘‘ اھ ملخصاً (فتاویٰ امجدیہ ص ۳۸۸، ج۱، کتاب الزکاۃ)

یہ اپنے لڑکے پر زکاۃ کی رقم صرف کرنے کا حیلہ نہیں ہے مدرسہ میں دوسرے لوگوں کی عطیات و چندے کی رقوم بھی آتی ہیں اور طلبہ پر صرف ہوتی ہیں اس لئے یہ متعین نہیں ہے کہ سائل کی دی ہوئی رقم اس کے لڑکے پر صرف ہوئی۔ البتہ یہ خیال ضرور رہے کہ جب سائل مستطیع ہے تو مدرسہ کو معاوضۂ خوراک دیا کرے مفت میں مدرسہ کا کھانا نہ کھلائے۔ و اللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی   کتبہ: فیض محمد القادری المصباحی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی   ۱۹ر رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: محمد اکرام قادری، چمپا باغ ملتانی لائن، اندور (ایم پی)

چند افراد پر مشتمل ایک سوسائٹی ہے سب اس میں برابر برابر روپے جمع کرتے ہیں پھر جس کو روپے کی ضرورت ہوتی ہے تجارت وغیرہ کے لئے سوسائٹی اسے قرض دیتی ہے اور

اپلیکیشن کے بیس روپے لیتی ہے۔ سوسائٹی کا یہ فیصلہ ہے کہ قرض خواہ نفع کی صورت میں سوسائٹی کو قرض کے سوا کچھ زائد رقم بھی دے گا اور نقصان کی صورت میں نقصان کو ختم کر کے باقی رقم واپس کرے گا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کمیٹی کا یہ طریقۂ کار کیسا ہے؟

الجواب: قرض دے کر کسی بھی صورت میں قرض کی وجہ سے مشروط نفع لینا، دینا سود ہے اور حرام و گناہ۔ حدیث شریف میں ہے "کل قرض جر نفعا فهو ربوا" اور قرض دینے کے لئے فارم خریدنے کی شرط بھی ایک طرح کا نفع ہے لہذا یہ بھی سود اور حرام و گناہ ہے دلیل وہی حدیث نبوی ہے۔

چاہیں تو عقد شرکت کر لیں جس میں نفع و نقصان دونوں میں تمام شرکا شریک ہوتے ہیں۔ نفع و نقصان کا فیصد سرمایۂ شرکت کی کمی بیشی کے لحاظ سے کم و بیش ہوسکتا ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی کتبہ: فیض محمد القادری المصباحی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی ۹/ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: محمد ابراہیم القادری، خادم مدرسہ سراج العلوم، بھد اول بازار، بستی

مسجد تنگ ہے وضوخانہ کی اشد ضرورت کے باوجود لیموں کا پیڑ مانع وضوخانہ ہے اس پیڑ کا کاٹنا کیسا ہے؟ اور مسجد میں کسی قسم کا پیڑ لگا سکتے ہیں کہ نہیں؟ بینوا توجروا.

الجواب: مسجد تنگ ہو یا نہ ہو مسجد میں وضوخانہ بنانا جائز نہیں۔ مسجد سے متصل جو زمین جوتے، چپل اتارنے اور اس طرح کی ضروریات کے لئے ہوتی ہے اس میں وضوخانہ بنا سکتے ہیں کہ وہ خارج مسجد ہے اور جب مسجد تنگ ہے تو اس درخت کو صورت مستفسرہ میں کاٹنا جائز ہے۔ مسجد کے احاطے میں مسجد کی ضرورت کے لئے درخت لگانا جائز ہے یوں ہی نمازیوں کے سائے کے لئے حاجت ہو تو بھی اجازت ہے۔ بشرطیکہ مسجد تنگ نہ پڑے نہ ہی درخت ایسی جگہ ہو کہ اس کے باعث قطع صف لازم آئے نہ ہی ضروریات مسجد سے مانع ہو ورنہ مسجد میں درخت لگانا ناجائز اور لگے ہوں تو ان کا کاٹنا جائز ہے۔

درمختار میں ہے: "و غرس الاشجار الا لنفع کتقلیل نزو تکون للمسجد" اھ ردالمحتار "مطلب فی الغرس فی المسجد" میں ہے "قال فی

الخلاصة، غرس الاشجار فی المسجد لابآس به اذاکان فیه نفع للمسجد، بان کان المسجد ذا نز و الاسطوانات لا تستقر بدونها و بدون هذا لایجوز." اھ و فی الھندیة عن الغرائب ان کان لنفع الناس بظله و لایضیق علی الناس و لایفرق الصفوف لابأس به" اھ (ص۱۲۶، ج۱)و الله تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی — کتبه: فیض محمد القادری المصباحی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۸؍ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: محمد ابراہیم القادری، خادم مدرسہ عربیہ سراج العلوم، بھداول بازار، بستی

حضرت خضر علیہ السلام حیات ظاہری کے ساتھ زندہ ہیں یا روحانی طور پر؟ اگر جسم ظاہری کے ساتھ زندہ ہیں تو ان کے نام۔ جیسا کہ لوگ بھادوں میں جمعہ کے روز کشتی بناتے ہیں، حلوہ پکاتے ہیں فاتحہ دلاتے ہیں۔ فاتحہ دلانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا.

الجواب: حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں تمام صوفیائے کرام و جماہیر علما کا موقف یہ ہے کہ وہ حیات ظاہری جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں یعنی ابھی تک ان کی وفات نہ ہوئی۔

تفسیر روح البیان میں ہے: "فی التفسیر البغوی: اربعة من الانبیاء احیاء الی یوم البعث. اثنان فی الارض و هما الخضر و الیاس علیهما السلام و اثنان فی السماء ادریس و عیسی علیهما السلام. اھ ملخصاً (ص۲۶۸، ج۵، تفسیر سورۂ کہف آیت ۶۵)

تفسیر روح المعانی میں ہے: " ذهب جمهور العلماء الی انه حی موجود بین اظهرنا و ذلك متفق علیه عند الصوفیة قدست اسرارهم قاله النووی، و نقل عن الثعلبی المفسر ان الخضر نبی معمر علی جمیع الاقوال محجوب عن ابصار اکثر الرجال، و قال ابن الصلاح هو حی الیوم عند جماهیر العلماء و العامة معهم فی ذلك. اھ (ص۴۶۴، ج۹، سورہ کہف آیت ۶۵)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "انبیاء علیہم السلام سب بحیات حقیقی و دنیاوی

جسمانی زندہ ہیں۔ ہاں بایں معنی کہ اب تک لحوق موت اصلاً نہ ہوا چار نبی زندہ ہیں عیسیٰ و ادریس علیہما الصلاۃ والسلام آسمان پر اور الیاس وخضر علیہما الصلاۃ والسلام زمین میں۔'' اھ (فتاویٰ رضویہ، ص ۴۵، ج ۱۱)

ان کے نام سے فاتحہ دلوانا جائز و درست ہے کہ ایصال ثواب مردوں کے ساتھ خاص نہیں زندوں کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔ ردالمحتار ''کتاب الصلاۃ'' میں ہے: "من صام او صلی او تصدق و جعل ثوابه لغيره من الاموات و الاحياء جاز و يصل ثوابها اليهم عند اهل السنة و الجماعة كذا فى البدائع" اھ (ص ۲۴۳، ج ۲)

البتہ بعض جگہ جو یہ رواج ہے کہ کشتی بناتے ہیں اور عورتیں دریا پر لے جا کر فاتحہ دلاتی ہیں اور بعد فاتحہ کشتی میں چراغ وحلوہ وغیرہ رکھ کر دریا میں ڈال دیتی ہیں یہ جاہلانہ رسم ورواج ہے جو ناجائز ہے کہ یہ بدعت بھی ہے اور تضییع مال بھی اس سے توبہ کریں اور آئندہ ایسا نہ کریں۔ اپنے گھر میں رہ کر فاتحہ وایصال ثواب کر کے تقسیم کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: فیض محمد القادری المصباحی
الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
یکم ذی قعدہ ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: عبدالغفار روانی، ہمدانیہ مشن انسٹی ٹیوٹ، مونگہامہ، پلوامہ، کشمیر

ماہنامہ کنز الایمان اگست ۲۰۰۴ء میں ہے کہ ''کھیل کی جتنی قسمیں ہیں تین کے علاوہ سب حرام ہیں'' چونکہ حدیث شریف میں جن تین قسم کے کھیلوں کا ذکر ہے وہ آج کل ایک کے علاوہ باقی دو قسم تقریباً پائے نہیں جاتے تو مسلمان لڑکے اس کے بدلے کوئی دوسرا کھیل کھیل سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر کھیل سکتے ہیں تو کون سے؟

الجواب: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تین کھیلوں (یعنی کمان سے تیر چلانا، اور گھوڑے کو ادب دینا، اور بیوی کے ساتھ ملاعبت) کو جائز قرار دیا ہے بیشک ان کے علاوہ تمام کھیل حرام ہیں۔ اب یہ نہیں ہوسکتا کہ اس میں سے کچھ کھیل نہیں پائے جاتے تو ان کی جگہ دوسرے کھیل کھیلے جائیں۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''ہر کھیل اور عبث فعل جس میں نہ کوئی غرض دین نہ کوئی منفعت جائزہ دنیوی ہو سب مکروہ وبیجا

ہیں کوئی کم، کوئی زیادہ'' اھ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ ص ۴۴، ج ۹، نصف اول) یہاں سے معلوم ہوا کہ جس فعل سے کوئی غرض دین یا منفعت جائزہ وابستہ ہو وہ جائز ہے۔ لہذا ریاضت بدنی اور ورزش کی نیت سے فٹ بال کھیل سکتے ہیں کہ اب یہ صرف کہنے کو کھیل ہے حقیقت میں یہ ایک خاص قسم کی ورزش ہے۔ البتہ اس نیت کے ساتھ یہ لحاظ بھی ضروری ہے کہ ناف سے لے کر گھٹنے تک بدن کا حصہ کپڑے سے ڈھکا رہے اور نماز ضائع نہ کریں۔ یونہی کشتی لڑ سکتے ہیں، دوڑ لگا سکتے ہیں اور دیگر ورزش وغیرہ کر سکتے ہیں مگر لہو ولعب کے طور پر نہ ہوں بلکہ اس لئے ہوں کہ جسم میں قوت آئے اور ستر پوشی کے ساتھ ہو اور ہار جیت کے طور پر نہ ہو تو یہ جائز ہے۔ ردالمحتار میں ہے: "فی الجواهر قد جاء الاثر فی رخصة المسارعة لتحصیل القدرة علی المقاتلة دون التلهی فانه مکروه" اھ (ص ۳۹۵، ج ۶) ایسا ہی بہار شریعت ص ۱۳۲، حصہ ۱۶ میں بھی ہے۔ و اللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی — کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۲۲ر شوال المکرم ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: عبدالغفار روانی، ہمدانیہ مشن، انسٹی ٹیوٹ، مونگہامہ، پلوامہ، کشمیر

نرم فرش پر سجدہ کرنا کیسا ہے؟ آج کل کشمیر میں اکثر مساجد میں فوم کا فرش بچھا ہوا ہوتا ہے اور اس کے یعنی فوم کے اوپر ٹاٹ یا وال ٹو وال (Wall to wall) یا کمبل یا قالین یا نمدہ وغیرہ لگایا جاتا ہے جس سے فرش نرم پڑ جاتا ہے اور سجدہ کرنے میں دشواری ہوتی ہے تو ایسی صورت میں اس پر نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب: نرم فرش مثلاً قالین، کمبل وغیرہ پر سجدہ کرنا اس وقت جائز ہے جب اس پر ناک اور پیشانی خوب اچھے طریقے سے جم جائیں یعنی اتنا دب جائیں کہ اب دبانے سے نہ دبے، ورنہ نہیں اور جب سجدہ نہیں ہوگا تو نماز بھی نہیں ہوگی کیونکہ سجدہ فرائض نماز سے ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "لو سجد علی الحشیش أوالتبن أو علی القطن أو الطنفسة أو الثلج ان استقرت جبهته و انفه و یجد حجمه یجوز و ان لم تستقر لا." اھ (ص ۷۰، ج ۱) ایسا ہی بہار شریعت ص ۷۱ حصہ سوم میں بھی ہے۔ و اللّٰہ

تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی — کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۲۲ر شوال المکرم ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: شیخ رحمت اللہ، اسکول بازار، سنہٹ، ضلع بالاسور، اڑیسہ

پچاس ہزار روپئے اپنے بوڑھاپے کے لئے رکھا ہے اور اتنی ہی رقم حج کے لئے رکھا ہے، اگر دیگر مکان و موٹر سائیکل جو ضرورت سے لیتے ہیں تو وہ رقم خرچ ہو جائے گی، مگر نہ مکان بنواتے ہیں اور نہ ہی موٹر سائیکل خریدتے ہیں اور دال روٹی سے گزارہ کر کے اس روپئے کو استعمال نہیں کرتے تو کیا اس رقم میں زکاۃ ادا کرنی پڑے گی۔ اور کتنا دینا پڑے گا؟

الجواب: پچاس ہزار روپئے جو اپنے بڑھاپے کے لئے رکھا ہے اور ان کو ان اسباب کے لئے خرچ نہیں کرتا جن کی اسے حاجت ہے اور اس پر سال گزر گیا تو اس پر زکاۃ واجب ہے۔ یونہی جو روپئے حج کے لئے رکھا ہے اس پر بھی سال گزر گیا اور حج کے لئے نہیں گیا تو اس پر بھی زکاۃ واجب ہے، اگر چہ زکاۃ نکالنے کے بعد اتنی رقم نہ رہ جائے جس سے حج کر سکتا ہو۔ ردالمحتار میں ہے: "اذا امسکه لینفق منه کل ما یحتاجه فحال الحول و قد بقی معه منه نصاب فانه یزکی ذلك الباقی و ان کان قصده الانفاق منه ایضا فی المستقبل لعدم استحقاق صرفه الی حوائجه الاصلیة وقت حولان الحول." اھ (ص ۲۶۲، ج ۲) درمختار ''کتاب الزکاۃ'' میں ہے: "فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد بخلاف دین نذر و کفارة و حج لعدم المطالب" اھ ملخصاً (ص ۲۶۰، ج ۲) فتاویٰ ہندیہ "کتاب الزکاة" میں ہے: "و کل دین لا مطالب له من جهة العباد کدیون اللہ تعالیٰ من النذور و الکفارات و صدقة الفطر و وجوب الحج لا یمنع کذا فی محیط السرخسی." اھ (ص ۱۷۳، ج ۱)

اس کے پاس ایک لاکھ روپئے ہیں تو اس پر سال گزرنے کے بعد اس کی زکاۃ دو ہزار پانچ سو روپئے واجب ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی — کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۱۹ر رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: مولانا محمد اختر حسین قادری حبیبی، مدرسہ اسلامیہ عربیہ بحر العلوم، سدھپور، بارہ بنکی

ماہ رمضان المبارک میں حائضہ عورت روزہ رکھنے کے لئے اگر ٹبلٹ وغیرہ کا استعمال کرے تاکہ دم حیض منقطع ہو جائے اور اس کا روزہ قضا نہ ہو تو اس کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں نیز اس صورت میں روزہ رکھنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: اس کا روزہ رکھنا صحیح ہے کیونکہ دم حیض کا آنا ہی مانع صوم تھا۔ ہدایہ "باب الحیض و الاستحاضة" میں ہے:" و الحیض یُسقط عن الحائض الصلاۃ و یحرم علیها الصوم" اھ (ص ٦٣، ج ١) بلکہ جب ٹبلٹ کھانے سے حیض کا خون بند ہو گیا تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہو گیا۔ اب اگر روزہ نہ رکھے گی تو سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوگی۔

البتہ اس کا یہ فعل ممنوع ہے کیونکہ حیض کے خون کو روک لینا صحت کے لئے بہت مضر ہے اور اس سے بہت سی بیماریوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی　　　کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی　　　۲۲؍شوال المکرم ۱۴۲٦ھ

مسئلہ از: فقیر مقبول شاہ، گلزار شاہ، مقام و پوسٹ موڈانہ، ضلع پاٹن، اتر گجرات

ہمارے گاؤں میں ایک مزار (درگاہ ہے) صاحب مزار کا نام حضرت سید شاہ قاسم پیر رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ یہ درگاہ قبرستان میں ہے اور درگاہ قبرستان گجرات محکمہ رجسٹریشن سے رجسٹرڈ ہے، جس کے متولی برسوں سے فقیر غفور شاہ و محمد شاہ ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہیں اور اچھی طرح دیکھ ریکھ بھی کرتے ہیں ان کی تولیت میں کچھ بھی کمی نہیں ہے تو کیا ایسے شخص کو درگاہ و قبرستان کی تولیت سے بالجبر از روئے شرع نکال سکتے ہیں یا نہیں؟ اور تولیت کا معاملہ ان کے آبا و اجداد ہی سے چلا آ رہا ہے، اب اس میں کیا کسی کو اختیار ہے کہ تولیت کر سکے، یعنی درگاہ و قبرستان کی تولیت کا حق کسے حاصل ہے؟

الجواب: اگر گاؤں والوں نے مذکورہ دونوں شخصوں کو موقوف شدہ قبرستان کا

متولی بنایا، یا ان کے آبا واجداد جو اس موقوف شدہ قبرستان کے متولی تھے وہ لوگ ان کی تولیت کی وصیت کر گئے، اور واقعی یہ لوگ سنی صحیح العقیدہ اور امین ہیں تو یہی لوگ اس کے متولی ہیں، ان کو بلا وجہ تولیت سے معزول کرنا ظلم وزیادتی ہے جو ناجائز وگناہ ہے۔ لہذا جب تک ان کے اندر کوئی خلاف شرع بات مثل خیانت اسراف بیجا وغیرہ نہ پائی جائے اس وقت تک ان کو درگاہ وقبرستان کی تولیت کا حق حاصل رہے گا۔ ردالمحتار میں ہے: "قال فی البحر و استفید من عدم صحة عزل الناظر بلا جنحة عدمها لصاحب وظیفة فی وقف بغیر جنحة و عدم اهلیة" اھ (ص ۳۸۲، ج ۴) درمختار ''کتاب الوقف'' میں ہے: "لیس للقاضی عزل الناظر بمجرد شکایة المستحقین حتی یثبتوا علیه خیانة" اھ اس کے تحت ردالمحتار میں ہے: "لایجوز للقاضی عزل الناظر المشروط له النظر بلا خیانة و لو عزله لایصیر الثانی متولیاً" اھ (ص ۴۳۸، ج ۴) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ص ۳۳۷، ج ۶ میں بھی ہے۔ اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: ''متولی موجود ہے خواہ واقف نے اسے مقرر کیا ہو یا قاضی نے تو بلا وجہ قاضی بھی دوسرا متولی نہیں مقرر کر سکتا'' اھ (بہار شریعت ص ۹۷، حصہ ۱۰)

بہار شریعت میں ہے: ''واقف نے وصیت کی کہ میرے بعد میرا لڑکا متولی ہوگا اور واقف کے مرنے کے وقت لڑکا نابالغ ہے تو جب تک نابالغ ہے دوسرے شخص کو متولی کیا جائے اور بالغ ہونے پر لڑکے کو تولیت دی جائے گی اور اگر اپنی تمام اولادوں کے لئے تولیت کی وصیت کی ہے اور ان میں کوئی نابالغ بھی ہے تو نابالغ کے قائم مقام بالغین میں سے کسی کو یا کسی دوسرے شخص کو قاضی مقرر کر دے'' اھ (ص ۹۵، حصہ ۱۰) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی
۱۹/رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسئلہ از: فقیر مقبول شاہ، گلزار شاہ، مقام و پوسٹ موڈانہ، ضلع پاٹن، اتر گجرات

قبرستان میں موسم برسات میں برساتی گھاس ہوتی ہے، جس کو کاٹ کر بیچتے ہیں، تو قبرستان میں جھاڑ وگھاس بھی ہوتے ہیں اس کا قبرستان سے کاٹنا اور بیچنا کیا شرع شریف میں

جائز ہے یا نہیں؟اوراس گھاس ودرخت (جھاڑ) کی قیمت کیا مسجد و مدرسہ میں لگا سکتے ہیں۔یا قبرستان کی آمدنی صرف قبرستان کے کاموں میں ہی لگائیں؟

الجواب: قبرستان میں جوگھاس اور جھاڑ بطور خود اگتی ہے، جب تک سبز (یعنی ہری ہے) اسے کاٹنے کی اجازت نہیں، اور جب سوکھ جائے تو اسے کاٹ کر بیچ سکتے ہیں، اور یہ گھاس اور جھاڑ اسی قبرستان کے قرار پائیں گے، لہذا اس کی آمدنی بھی اسی کے مصارف میں صرف کیا جائے۔

ردالمحتار میں ہے: "یکره قطع النبات الرطب والحشيش من المقبرة دون اليابس" اھ (ص۲۴۵، ج۲) فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "المسألة على قسمين إما ان علم لها غارس أو لم يعلم ففى القسم الاول كانت للغارس و فى القسم الثانى الحكم فى ذلك الى القاضى ان راى بيعها و صرف ثمنها الى عمارة المقبر ة فله ذلك كذا فى الواقعات الحسامية" اھ (ص۴۷۴، ج۲) ایسا ہی بہار شریعت ص۸۸، حصہ۱۰ میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی
الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی
۱۹؍رجب المرجب ۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسئلہ از: شیخ رحمت اللہ، اسکول بازار، سنہٹ، ضلع بالاسور، اڑیسہ

میں فوج سے ریٹائر ہوا ہوں، مجھے کچھ شراب ہر مہینے ملتا ہے جو میں نہیں لیتا مگر اسی شراب کو جو میں نہیں لیتا ہوں اس کو دوکان دار بیچ کر روپیہ کماتے ہیں، مجھے دوسرا ایک غیر قوم ہے میرے نام سے وہ شراب کو دوکان سے لے کر مجھے اس کے بدلے میں کچھ روپیہ دیتا ہے تو اس روپئے کو لے کر کسی غریب کو دے سکتا ہوں یا وہ روپیہ لینا میرے لئے جائز نہیں؟

الجواب: شراب کے بدلے میں روپیہ خود لینا یا اس روپئے کو لے کر غریبوں میں خیرات کرنا یہ سب ناجائز وحرام ہیں کہ یہ مال خبیث ہے۔اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''شراب بنانا، بنوانا، چھونا، اٹھانا، رکھنا، رکھوانا، بیچنا، بکوانا، مول لینا، لوانا سب حرام حرام حرام ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "لعن الله

الخمر و شاربها و ساقيها و باعها و متباعها و عاصرها و معتصرها و حاملها و المحمولة اليه و اكل ثمنها رواه ابو داؤد و الحاکم و صححه عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما" اھ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ ص ۱۲۸، ج ۹، نصف آخر)

اور دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں: "عن ابی حجیرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من جمع مالا حراما ثم تصدق به لم یکن فیه اجر و کان اضره علیه، یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو حرام مال جمع کرے پھر اسے خیرات میں دیدے اس کے لئے ثواب کچھ نہ ہوا اور اس کا وبال اس پر ہو" اھ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ ص ۱۸، ج ۹، نصف اول)

یہ حکم اس وقت ہے جب شراب مسلمان کے ہاتھ بیچے۔ لیکن اگر مسلمان کے ہاتھ نہ بیچے بلکہ یہاں کے غیر مسلم کے ہاتھ بیچے تو یہ جائز ہے اور اس کا دام غریبوں پر تصدق کرنا بھی جائز ہے اور اپنے مصرف میں استعمال کرنا بھی، وجہ یہ ہے کہ یہاں کے غیر مسلموں سے عقود فاسدہ جائز ہیں۔ اس کی تحقیق محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی کی کتاب "جدید بینک کاری اور اسلام" میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین برکاتی الرضوی — کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۱۹؍ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: شیخ رحمت اللہ، اسکول بازار، سنہٹ، ضلع بالاسور، اڑیسہ

جو رقم بینک میں لڑکا اور لڑکی کے نام سے رکھا جائے جب کہ وہ نابالغ ہیں، لڑکا دو سال اور لڑکی چار سال کی ہے، ان کی پڑھائی اور لڑکی کی شادی کے لئے ہے، تو اس رقم کی زکاۃ نکالنی پڑے گی یا نہیں؟

الجواب: جو رقم بینک میں نابالغہ لڑکی، اور نابالغ لڑکا کے نام سے جمع کی جاتی ہے وہ مالک بنانے کے لئے جمع کی جاتی ہے، یوں بھی نابالغ یا نابالغہ کے نام رقم کر دینا ملکیت ہی ہوتا ہے، اس لئے ان کے بلوغ تک کسی پر زکاۃ واجب نہیں۔ والدین پر اس لئے نہیں کہ اب وہ رقم ان کی ملکیت میں نہ رہی، اور لڑکا اور لڑکی پر اس لئے نہیں کہ وہ نابالغ ہیں اور وجوب

زکاۃ کے شرائط میں سے ایک شرط عاقل بالغ ہونا ہے اور یہاں یہ شرط مفقود ہے۔ فتاویٰ ہندیہ ''کتاب الزکاۃ'' میں ہے:" و اما شروط وجوبها فمنها العقل و البلوغ و منها الملك التام" اھ ملخصاً (ص ۱۷۱، ج ۱) درمختار ''کتاب الزکاۃ'' میں ہے:" و شرط افتراضها عقل و بلوغ" اھ اس کے تحت ردالمحتار میں ہے: "فلا تجب على مجنون و صبى لانها عبادة محضة و ليسا مخاطبين بها" اھ (ص ۲۵۸، ج ۲)

اور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''ہر نابالغہ کا حصہ جدا کر کے یہ کہہ دے کہ میں نے اسے اس کا مالک کیا اس کی زکاۃ ان کے بلوغ تک کسی پر واجب نہیں'' اھ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ ص ۴۱۷، ج ۴) واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی — کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۱۹ / رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: محمد سلیم امجدی پردیسی پورہ کھنڈوہ (ایم۔ پی)

اگر بہت شدت کا پیشاب یا پاخانہ لگا ہوا ہے اور وقت بھی جانے والا ہے تو نماز قضا کرے یا اس حالت میں پیشاب پاخانہ روک کر نماز پڑھے اگر چہ نماز ہی میں پیشاب یا پاخانہ ہو جانے کا خطرہ بھی ہو؟

الجواب: پیشاب یا پاخانہ کی حاجت شدید معلوم ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے رفع حاجت کے بعد ہی نماز پڑھے۔ اور اگر وقت اتنا تنگ ہے کہ رفع حاجت اور وضو کرنے میں وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو اسی حالت میں نماز ادا کرلے۔ لیکن اگر اس کا ظن غالب ہے کہ نماز ہی کی حالت میں پیشاب یا پاخانہ ہو جائے گا تو رفع حاجت کرے اس کے بعد اس نماز کی قضا کرے۔ بحر الرائق میں ہے:" و منها ان يدخل فى الصلاة و قد اخذه غائط أو بول ان كان الاهتمام يشغله يقطعها و ان مضى عليها اجزاه و قد اساء و كذا ان اخذه بعد الافتتاح و الاصل فيه ما رواه مسلم عن عائشة رضى الله عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لاصلاة بحضرة طعام و لا وهو يدافعه

الأخبثان و جعل الشارح مدافعة الريح كالاخبثين و ان الحديث محمول علی الكراهية و نفی الفضيلة حتی لو ضاق الوقت بحيث لو اشتغل بـالـوضوء يفوته يصلی لان الاداء مع الكراهية اولی من القضاء" اھ (ص۳۳، ج۲) درمختار میں ہے:" و يستحب لمدافعة الاخبثين، و للخروج من الخلاف ان لم يخف فوت وقت أوجماعة اھ.

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:"كذا فی مواهب الرحمن و نور الايضاح لكنه مخالف لما قدمناه عن الخزائن و شرح المنية، من انه ان كان ذلك يشغله ای يشغل قلبه عن الصلاة و خشوعها فاتمها يا ثم لادائها من الكراهة التحريمية، و مقتضی هذا ان القطع واجب لامستحب"اھ (ص۶۵۴، ج۱) ایسا ہی بہار شریعت ص۱۷۵، حصہ سوم میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی
الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۲۲رذی الحجہ ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: صوفی محمد صدیق نوری ۲۰رجواہر مارگ، اندور (ایم۔پی)

بس سے سفر کر رہا ہے اور اجنبی جگہ ہے نماز کا وقت جارہا ہے، کہنے پر بھی ڈرائیور بس نہیں روکتا یا سواری کے لئے اتنی قلیل مدت میں روک کر گاڑی چالو کر دی کہ وضو و نماز کا ادا کرنا ممکن نہ ہوا، تو ایسی شکل میں نماز قضا کرے یا بس چھوڑ دے یا کیا کرے، یونہی کبھی ٹرین میں اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ ذرا بھی اس کی گنجائش نہیں ہوتی کہ رکوع یا سجدہ کیا جاسکے، ایسی شکل میں کبھی مسافر بیٹھا ہوتا ہے، کبھی کھڑا، نہ وضو کرنے کے لئے باتھ روم تک جانے کی آسانی ہوتی ہے تیمّم بھی ممکن نہیں ہوتا ایسی شکل میں نماز کیسے پڑھے یا کیا کرے؟

الجواب: ایسی صورت میں کہ بس نہ رکنے کی وجہ سے اور ٹرین میں اتنی بھیڑ ہونے کی وجہ سے کہ نہ اس میں وضو کرنے کی گنجائش ہو اور نہ اس میں نماز پڑھنا ممکن ہو اور نماز کا وقت جارہا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو اشارے وغیرہ سے نماز پڑھ لے، پھر جب موقع ملے اس نماز کا اعادہ کرلے، کہ جہاں بندوں کی طرف سے کوئی شرط یا رکن مفقود ہو اس کا یہی

حکم ہے اور وضو و تیمم ممکن نہ ہو تو احترام وقت کے لئے پڑھے بعد میں باوضو نماز پڑھے۔

درمختار میں ہے: "و المحصور فاقد الماء و التراب الطهورين بان حبس فى مكان نجس لايمكنه اخراج تراب مطهر، و كذا العاجز عنهما لمرض يوخرها عنده، و قالا: يتشبه بالمصلين وجوباً فيركع و يسجدان وجد مكانا يابساً و الا يومى قائما ثم يعيد كالصوم به يفتى و اليه صح رجوعه اى الامام كما فى الفيض اه (ص۲۵۲، ج۱)۔ ردالمحتار میں ہے: "مسافر لايقدران يصلى على الارض لنجاستها و قد ابتلت الارض بالمطر يصلى بالايماء اذا خاف فوت الوقت" اه. (ص۴۱، ج۲)

اور اسی میں ہے: "و الحاصل ان كلامن اتحاد المكان و استقبال القبلة شرط فى صلاه غير النافلة عند الا مكان لايسقط الا بعذر فلو امكنه ايقافها مستقبلاً فعل، اما اذا كانت سائرة يصلى حيث شاء اه يعنى اذا كان لايمكنه ايقافها لخوف فوت الرفقة مثلا يصلى إلى اى جهة كانت." اه ملخصاً (ص۴۲، ج۲)

اور اسی میں ہے: "قوله لا يعيد اى فى سقوط الشرائط أو الاركان لعذر سماوى بخلاف مالوكان من قبل العبد" اه (ص۱۰۰، ج۲)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: "جب اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے اس وقت یہ نمازیں پڑھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرے کہ جہاں من جہۃ العباد کوئی شرط یا رکن مفقود ہو تو اس کا یہی حکم ہے۔" اھ (بہار شریعت ص۱۹، حصہ چہارم) واللہ تعالیٰ اعلم۔

كتبه: غلام نبی النظامی العلیمی

الجواب صحيح: محمد نظام الدین الرضوی

۲۲ر ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحيح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسئلہ از: الحاج سیٹھ ابوالحسن صاحب دھولیہ (مہاراشٹر)

انگریزی اسپرٹ الکحل آمیز دوا کی شیشی یا سینٹ کی شیشی جیب میں ہے اور اسی

حالت میں نماز پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب: اسپرٹ کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز پڑھی تو نماز نہ ہوئی، الکحل ملی انگریزی دواؤں کے استعمال کی اب بوجہ عموم بلوی و دفع حرج اجازت ہے اس لئے اس کی شیشی کو جیب میں رکھ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ سینٹ کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز پڑھی تو نماز نہ ہوئی۔ جبکہ اس میں اسپرٹ ملنا متحقق ہو کہ سینٹ لگانے کی حاجت نہیں، اور نہ ہی اس میں عموم بلوی۔ ردالمحتار میں ہے: "لو حمل قارورۃ مضمومة فیها بول فلا تجوز صلاته لانه فی غیر معدنه کما فی البحر عن المحیط" اھ (ص۴۰۳، ج۱)

واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی	کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی	۲۲ر ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: جناب عبدالغفار عرف نوری بابا، ہاتھی پالی، اندور

بوڑھے آدمی کی اقتدا کی اور نیت میں کہا "پیچھے اس جوان کے" تو نماز ہوگی یا نہیں؟ فتاویٰ غیاثیہ ص۲۳ میں ہے کہ اگر جوان امام کو شیخ کے لفظ سے نیت کی تو ہوگئی، جب کہ بوڑھے امام کو جوان کے لفظ سے نیت کی تو نہیں ہوئی۔ چنانچہ اس میں ہے: "و قال: اقتدیت بهذا الشاب فاذا هو الشیخ لایصح" تو صحیح کیا ہے؟

الجواب: بوڑھے آدمی کی اقتدا کی اور نیت میں کہا "پیچھے اس جوان کے" تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ جوانی اور بڑھاپا ایسے اوصاف سے ہیں جن میں صفت ہی کا لحاظ کیا جاتا ہے نہ کہ ذات کا، اور یہ واضح ہے کہ بڑھاپا جوانی کے متضاد ہے تو گویا یہ دو جنسیں ہوئیں، تو جب اس نے کہا "پیچھے اس جوان کے" حالانکہ وہ بوڑھا ہے تو اقتدا صحیح نہیں، اس لئے کہ اس کو ایسے صفت سے موصوف کیا ہے جس کا اطلاق بوڑھے شخص پر نہیں ہوتا، تو گویا جنس کے اختلاف کے ساتھ ساتھ اس نام کی بھی مخالفت ہوگئی جس کی طرف اشارہ کیا ہے، ایسی صورت میں اشارہ لغو ہو جائے گا اور تسمیہ ہی کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور جب مقتدی نے امام کو جوان سے موسوم کیا ہے حالانکہ وہ بوڑھا ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ مقتدی نے غیر موجود

شخص کی اقتدا کی مثلاً کسی نے کہا ’’زید کی اقتدا کرتا ہوں‘‘ بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے تو صحیح نہیں۔

اس کے برخلاف اگر مقتدی نے جوان امام کی اقتدا کی اور نیت میں لفظ ’’شیخ‘‘ کہا تو اقتدا صحیح ہے کہ لفظ ’’شیخ‘‘ صفت مشترک ہے اس کا استعمال سن رسیدہ کے لئے بھی ہوتا اور کسی معظم شخص کے لئے بھی۔ تو دوسرے معنی کی رعایت کرتے ہوئے کسی جوان کو لفظ ’’شیخ‘‘ سے موسوم کرنا صحیح ہے۔ اس لئے اقتدا صحیح ہے۔ ردالمحتار میں ہے: "و اما الشیخ و الشاب فهما من الاوصاف الملحوظ فیها الصفات دون الذات، و معلوم ان صفة الشیخوخة تباین صفة الشباب فکانا جنسین. فاذا قال "هذا الشاب" فظهر انه شیخ، لایصح الاقتداء لانه و صفه بصفة خاصة لایوصف بها من بلغ سن الشیخوخة، فقد خالفت الاشارة التسمیة مع اختلاف الجنس فلغت الاشارة و اعتبرت التسمیة بالشاب، فیکون قد اقتدی بغیر موجود کمن اقتدی بزید فبان غیره، و اما اذا قال هذا الشیخ فظهره انه شاب فانه یصح لان الشیخ صفة مشترکة فی الاستعمال بین الکبیر و فی سن الکبیر فی القدر کالعالم و بالنظر الی المعنی الثانی یصح ان یسمی الشاب شیخاً فقد اجتمعت الصفتان فی المشار الیه لعدم تخالفهما فلم یبلغ احدهما فیصح الاقتداء" اھ (ص۴۲۶، ج۱) واللّٰہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی　　　کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی　　　۲۲؍ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: سید مرتضی حسین، مقام و پوسٹ گول موری، جمشید پور، جھارکھنڈ

زید ایک مسجد کا امام ہے جو تقریباً ۲۷؍سال سے منصب امامت پر فائز ہے اور بکر کا زید پر یہ الزام ہے کہ زید کی نظر چلی گئی ہے اس لئے زید کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، جب کہ زید اپنی ضروریات کو خود پوری کرتا ہے کتب بینی بھی کر لیتا ہے، جواب طلب یہ ہے کہ زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور زید و بکر کے لئے کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کے آئینے میں جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا.

الجواب: بکر کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ ''زید کی نظر چلی گئی ہے اس لئے زید کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں'' اگر وہ سنی صحیح العقیدہ، صحیح القرأت ہے تب تو اس کی اقتدا میں نماز بلاشبہ جائز و درست ہے اور کوئی ادنیٰ سی کراہت بھی نہیں۔ ہاں اگر وہ نابینا ہو گیا ہوتا اور جماعت میں کوئی دوسرا اس سے بہتر ہوتا تو اس صورت میں اس کی امامت خلاف اولیٰ ہوتی مگر ناجائز اب بھی نہ ہوتی کہ خلاف اولیٰ جائز ہوتا ہے گو کہ اس سے بچنا بہتر ہو، درمختار میں ہے: "یکرہ تنزیها امامة اعمی الا ان یکون اعلم القوم فهو اولیٰ" اھ ملخصاً (ص ۵۵۹، ج ۱، باب الامامة) فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "تجوز امامة الاعرابی والاعمی" اھ (ص ۸۵، ج ۱، الباب الخامس فی الامامة) غنیۃ شرح منیہ میں ہے: "ذکر فی المحیط لا بأس بأن یؤم الاعمی. و البصیر اولی. و فی الانفع: ذکر الامام المعروف بخواهر زاده فی مبسوطة انما یکره تقدیم الاعمی اذا کان غیره افضل منه و قد ثبت ان النبی صلی الله علیه وسلم استخلف ابن أم مکتوم یؤم الناس و هو اعمی" اھ (فصل فی الامامة ٥١٤) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ص ۱۶۱ و ۱۹۴، ج ۳۔ اور بہار شریعت ص ۹۶، حصہ ۳ میں بھی ہے۔

بکر غلط مسئلہ بتانے کی وجہ سے سخت گنہگار ہوا اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور آئندہ بغیر علم کے مسئلہ نہ بتانے کا پختہ عہد کرے۔ حدیث شریف میں ہے: "من افتی بغیر علم لعنته ملائكة السماء و الارض" جو بغیر جانکاری کے مسئلہ بتائے اس پر آسمان وزمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ (کنز العمال ص ۱۹۳، ج ۱۰) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ص ۲۷۵، ج ۹۔ نصف آخر میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

کتبہ: محمد صدیق عالم القادری المنظری

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

۲۲ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: محمد طارق عمر، سرائے بسواں، ضلع سیتاپور، یوپی

ہمارے یہاں شب برأت اور شب قدر میں صلوٰۃ التسبیح مولانا صاحب اس طرح سے پڑھاتے ہیں کہ مسجد میں موجود سبھی حضرات کو صفوں میں کھڑا کر دیتے ہیں اور مسجد میں

صفوں کے پیچھے ایک کونے میں بیٹھ کر تکبیر تحریمہ سے لے کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ تک جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کو بآواز بلند آگے آگے کہتے جاتے ہیں اور پیچھے پیچھے سبھی نمازی آہستہ آہستہ دہراتے جاتے ہیں کیا اس طرح سے نماز ہو جاتی ہے اور اگر نہیں ہوتی تو پھر اس نماز کا ذمہ دار کون ہے؟ بینوا توجروا.

الجواب : سوال سے ظاہر یہی ہے کہ یہ مولوی صلوٰۃ التسبیح کی امامت نہیں کرتا، بلکہ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر صلوٰۃ التسبیح کی تسبیحات وغیرہ سکھاتا ہے اور باقی تمام لوگ الگ الگ اپنی نماز ایک ساتھ ادا کرتے ہیں یہ صورت تلقن من الخارج کی ہوئی یعنی نمازی کا غیر نمازی سے سیکھ کر پڑھنا اور یہ مفسد نماز ہے اس لئے تمام لوگوں کی نماز فاسد ہوئی، حقیقت یہ ہے کہ یہ صلوٰۃ التسبیح کی ایک ٹریننگ ہے۔ نہ کہ صلوٰۃ التسبیح پڑھنا۔ اس مولوی پر لازم ہے کہ آئندہ مسلمانوں کی نمازوں کے ساتھ یہ کھلواڑ نہ کرے۔ اور توبہ کرے۔ نماز نفل بھی چونکہ شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے اس لئے اب تک جتنے لوگوں نے اس طور پر صلوٰۃ التسبیح پڑھی وہ تمام لوگ اس نماز کا اعادہ کریں ورنہ گنہگار ہوں گے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ یہ مولوی لوگوں کو پہلے ہی صلوٰۃ التسبیح کی تسبیح یاد کرا دے پھر لوگ ان دونوں راتوں میں اپنے اپنے طور پر نماز ادا کریں، اور اگر بالفرض یہ امام صلوٰۃ التسبیح کی امامت کرتا ہے جیسا کہ سوال کا لفظ (مولانا صاحب اس طرح سے پڑھاتے ہیں) سے شبہ ہوتا ہے تو امامت واقتدا باطل ہے کیونکہ امام کے لئے ضروری ہے کہ تمام مقتدیوں کے آگے ہو اور یہ شخص تمام مقتدیوں کے پیچھے بیٹھا رہتا ہے۔

ردالمحتار میں ہے: "لو سمعه المؤتم ممن ليس فى الصلاة ففتح به على إمامه يجب ان تبطل صلاة الكل، لان التلقين من خارج. و اقره فى النهر و وجهه ان المؤتم لما تلقن من خارج بطلت صلاته" اھ (ص۶۲۲، ج۱، باب مایفسد الصلاۃ) ایسا ہی بحرالرائق ص۶، ج۲ باب ما یفسد الصلاۃ میں ہے، درمختار میں ہے: "عدم تقدمه عليه بعقبه" اھ ردالمحتار میں ہے: "و تقدم الامام بعقبه عن عقب المقتدى شرط لصحة اقتدائه" اھ (ص۵۵۱، ج۱ باب الامامۃ)

واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: محمد صدیق عالم القادری المنظری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۶/ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسئلہ از: ماسٹر عبدالرقیب، کھل گاؤں، ضلع اتر دیناج پور (مغربی بنگال)

زید ایک گاؤں میں عید کی نماز پڑھانے کے لئے آیا اس نے عید کی نماز کے بعد منبر پر کھڑے ہوکر اردو خطبہ پڑھا پھر عربی خطبہ پڑھا اس کے بعد دعا کیا، لوگوں نے پوچھا کیا اس طرح کرنا صحیح ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اردو خطبہ عربی خطبہ کا ترجمہ ہے اور ایسا کرنا صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ جمعہ یا عیدین میں دونوں عربی خطبوں کے شروع میں یا درمیان میں یا اخیر میں اردو خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور زید کا اس طرح مسئلہ بتانا صحیح ہے یا نہیں؟ نیز اگر عوام اردو خطبہ پڑھنے پر مجبور کریں تو جمعہ وعیدین میں اردو خطبہ پڑھنے کی کیا صورت ہوگی؟ بینوا توجروا.

الجواب: عیدین و جمعہ کا خطبہ صرف عربی میں ہونا چاہئے اس کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پڑھنا یا دوسری زبان کو عربی کے ساتھ ملا کے پڑھنا سنت متوارثہ کے خلاف ہے اور مکروہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کہیں منقول نہیں کہ انہوں نے عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھا ہو حالانکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ مبارکہ میں ہزاروں عجمی شہر فتح ہوئے اور ان میں جمعہ قائم ہوئے۔ مگر حاضرین کی زبان جاننے کے باوجود ان کے سمجھنے کی رعایت کرتے ہوئے کبھی صحابہ کرام نے ان کی زبان میں خطبہ نہ پڑھا، اس لئے زید کا یہ کہنا کہ اردو خطبہ عربی خطبہ کا ترجمہ ہے لہذا اردو خطبہ پڑھ سکتے ہیں سراسر غلط ہے کہ اولاً اردو خطبہ عربی خطبہ کا ترجمہ نہیں ہوتا، ثانیا: عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا سنت کے خلاف ہے البتہ اگر عوام اردو خطبہ پڑھنے پر مجبور کریں تو جمعہ میں اذان ثانی سے پہلے اور عیدین میں خطبۂ ثانیہ کے بعد وعظ ونصیحت کے طور پر اسی اردو خطبہ کو پڑھ سکتے ہیں۔

درمختار میں ہے: "لان المسلمین توارثوه فوجب اتباعهم" اھ

(ص۱۸۰،ج۲ باب العیدین) فتاویٰ رضویہ میں ہے: ’’زمان برکت نشان حضور پرنور سید الانس والجان علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والسلام سے عہد صحابۂ کرام وتابعین عظام وائمہ اعلام تک تمام قرون وطبقات میں جمعہ وعیدین کے خطبے ہمیشہ خالص زبان عربی میں مذکور وماثور اور باآنکہ صحابہ ومَن بعدہم من ائمۃ الکرام کے زمانوں میں ہزار ہا بلاد عجم فتح ہوئے، ہزار ہا جوامع بنیں، ہزار ہا منبر نصب ہوئے عامۂ حاضرین اہل عجم ہوئے اور ان حضرات میں بہت وہ تھے کہ مفتوحین کی زبان جانتے، اس میں ان سے کلام فرماتے باایں ہمہ کبھی مروی نہ ہوا کہ خطبہ غیر عربی میں فرمایا، یا دونوں زبانوں کا ملایا ہو۔‘‘ اھ (ص۷۲۵،ج۳باب الجمعۃ)

اسی میں ہے’’ترجمہ کے سبب خطبۂ ثانیہ یا نماز جمعہ میں تاخیر فصل اجنبی تو نہیں ہے کہ ترجمۂ خطبہ بھی خطبہ ہے ہاں خطبہ کی تطویل ہوگی اور یہ خلاف سنت ہے خصوصاً اگر مقتدیوں پر ثقیل ہو کہ اب سخت ممانعت ہے اور نہ بھی ہو تو خطبہ میں غیر زبان عربی کا خلط خود مکروہ اور سنت متوارثہ کے خلاف ہے ہاں عیدین میں بعد خطبہ ثانیہ اگر لوگ راضی ومتوجہ ہوں بہ نیت وعظ، نہ بہ نیت خطبہ پند ونصیحت کرسکتا ہے اگرچہ وہی جو خطبہ میں بزبان عربی مذکور ہوئی‘‘ اھ ملخصاً (ص۶۷۷، ج۳، باب الجمعۃ) بہار شریعت میں ہے: ’’غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط کرنا خلاف سنت متوارثہ ہے‘‘ اھ (ص۹۸،حصہ۴) زید نے غلط مسئلہ بتایا اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور آئندہ بغیر جانکاری کے اپنے جی سے مسئلہ نہ بتانے کا پکا عہد کرے، واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی   کتبہ: محمد صدیق عالم القادری المنظری

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی   ۲۱ر شوال المکرم ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: محمد وسیم قادری، سکراپٹھان پوسٹ بھوانی پور، ضلع بستی

ہمارے یہاں تیجہ یا چہارم کے دن یہ رسم جاری ہے کہ پان اور پھول اٹھاتے ہیں یعنی دوست واحباب اکٹھا ہوتے ہیں اور پھول سے تیل لے کر ہتھیلی، سر اور چہرے پر ملتے ہیں اور پان کھاتے ہیں اور شیرینی لے کر مردے کو دعائیں دیتے ہوئے اپنے اپنے گھر جاتے ہیں تو یہ از روئے شرع کیسا ہے؟ جواب سے نوازیں۔ بینوا توجروا.

الجواب: اس کی شرعاً نہ ممانعت ہے اور نہ ہی اس کا حکم ہے بلکہ شریعت نے سکوت اختیار کیا اور حدیث شریف میں ہے "و ماسکت منه فهو عفا عنه" اھ البتہ اس طرح کے امور کی ایجاد سے احتراز کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبه: محمد صدیق عالم القادری المنظری
۲۳ر شوال المکرم ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسئلہ از: محمد آزاد، حیات گنج ٹانڈہ، ضلع امبیڈکر نگر یوپی

بالوں میں مرد و عورت کو کالی مہندی لگانا کیسا ہے؟ زید جو کہ عالم دین ہے اس نے کہا کہ کالا خضاب لگانا جائز ہے تو زید کے لئے حکم شریعت کیا ہے؟ بینوا توجروا.

الجواب: جہاد کے علاوہ عام حالات میں بالوں کو سیاہ کرنا حرام و گناہ ہے خواہ کالی مہندی سے سیاہ کیا جائے یا کسی اور کیمکل وغیرہ سے۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحة الجنة." اھ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے (ابوداؤد شریف ص ۵۷۸، ج ۲۔ کتاب الترجل/ باب ماجاء فی خضاب السواد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "غیروا هذا بشئ و اجتنبوا السواد." اھ ان کو (بالوں کو) کسی چیز سے تبدیل کرو اور سیاہ رنگ سے بچو۔ (مسلم شریف ص ۱۹۹، ج ۲۔ کتاب اللباس و الزینة ابوداؤد شریف ص ۵۷۸، ۲ کتاب الترجل/ باب فی الخضاب) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ان الله لا ینظر الی من یخضب بالسواد یوم القیامة" اھ جو سیاہ خضاب کرے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ (کنز العمال ص ۶۷۱، ج ۶) آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "من خضب بالسواد سود الله وجهه یوم القیامة" جو سیاہ خضاب کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کا منہ کالا کرے گا۔ (کنز العمال ص ۶۷۱، ج ۶) حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: "الصفرة خضاب المؤمن و الحمرة خضاب المسلم و السواد خضاب الکافر" اھ زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافر کا۔ (کنز العمال ص ۲۸۶، ج ۶) اس کے متعلق بکثرت احادیث ہیں تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا رسالہ مبارکہ: "حك العیب فی حرمة تسوید الشیب" کا مطالعہ کریں۔

ردالمحتار میں ہے: "قوله و یکره بالسواد ای لغیر الحرب قال فی الذخیرة: اما الخضاب بالسواد للغز و لیکون اهیب فی عین العدو فهو محمود بالاتفاق و ان لیزین نفسه للنساء فمکروه و علیه عامة المشائخ" اھ (ص ۴۲۲، ج ۶) فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "اتفق المشائخ رحمهم اللّٰه تعالیٰ ان الخضاب فی حق الرجال بالحمرة سنة و انه من سیماء المسلمین و علاماتهم و اما الخضاب بالسواد فمن فعل ذلك من الغزا ة لیکون اهیب فی عین العدو فهو محمود منه اتفق علیه المشائخ رحمهم اللّٰه تعالیٰ و من فعل ذلك لیزین نفسه للنساء و لیحبب نفسه الیهن فذلك مکروه و علیه عامة المشائخ" اھ (ص ۳۵۹، ج ۵) فتاویٰ رضویہ میں ہے: "صحیح مذہب میں سیاہ خضاب حالت جہاد کے سوا مطلقاً حرام ہے جس کی حرمت پر احادیث صحیحہ و معتبرہ ناطق" اھ (ص ۳۰، ج ۹ نصف اول) اسی میں ہے: "سیاہ خضاب حرام ہے عورت زیادہ اس کی محتاج ہے کہ شوہر کی نگاہ میں آراستہ ہو جب اسے یہ امور تغیر خلق اللّٰہ کے سبب حرام و موجب لعنت ہوئے تو مرد پر بدرجہ اولیٰ" اھ ملخصاً (ص ۱۹۱، ج ۹ نصف آخر) واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی — کتبہ: محمد صدیق عالم القادری المنظری

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۲۳؍ ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: ڈاکٹر قاضی منیر احمد نظامی، ہند مارکیٹ سبزی باغ، پٹنہ

میں ایک لاج کے چھوٹے سے کمرہ میں رہتا ہوں کمرہ کے ایک کونے میں پانی کی نکاسی کے لئے ڈرین پائپ لگا ہوا ہے جو گاہے بگاہے جام ہو جاتا ہے اور پائپ کے جوڑوں

کے سوراخوں سے پانی نکل کر کمرہ میں موجود کتابوں کپڑوں بستر وغیرہ پر پڑتا ہے پھر اس پائپ کو لوہے کا راڈ یا بانس کی بتی ڈال کر صاف کیا جاتا ہے تب کچھ دن کے لئے ٹھیک ہوتا ہے یہ سلسلہ قریب ایک سال سے ہے میرے اوپر کے کمرہ میں لاج کا مالک (جو دیوبندی ہے) اپنی فیملی کے ساتھ رہتا ہے اور اس ڈرین پائپ سے میرے قیاس کے مطابق مندرجہ ذیل قسم کے پانی گراتا ہے، وضو کا پانی منہ ہاتھ دھونے والا پانی، جوتا چپل دھونے والا پانی خاص کر بیت الخلا سے آنے کے بعد یا پھر سڑک پر گندے نالے کے ناپاک پانی وغیرہ میں ملوث چپل وغیرہ بہر کیف اب مندرجہ ذیل امور دریافت ہیں۔

(۱) اس پائپ کے سوراخوں سے جو پانی نکل کر میرے سامانوں میں گاہے بگاہے پڑا کرتا ہے اس پانی کے متعلق کیا حکم ہے کیا وہ پانی ناپاک مانا جائے گا یا پاک؟ ناپاک ہونے کی صورت میں مجھے سارا کپڑا بستر و دیگر سامان پاک کرنا ہوگا اور ایسی حالت میں پڑھی گئی ایک سال کی کل نماز بھی دوبارہ پڑھنی ہوگی یا نہیں؟

(۲) اگر گاہے بگاہے اس پائپ سے یقینی طور پر ناپاک پانی بھی گرایا جاتا ہو مثلاً بچے کے پیشاب کے کپڑے وغیرہ دھوئے جاتے ہوں تو ایسی صورت میں کیا حکم ہوگا؟ بینوا توجروا.

الجواب :(۱) جب اس پانی کا نجس ہونا معلوم نہیں تو محض شک کی وجہ سے اسے ناپاک نہیں قرار دیا جا سکتا کہ اشیاء میں اصل طہارت ہے، لہذا طہارت یقینی اور نجاست مشکوک ہے۔فقہ کا قاعدۂ کلیہ ہے:"**الیقین لایزول بالشك**" اشباہ ونظائر میں ہے: "**شك فی وجود النجس فالاصل بقاء الطهارة**" لہذا آپ کے کپڑے بستر اور دوسرے سامان جس پر پائپ کے قطرات ٹپکے پاک ہیں نماز کے دہرانے کی حاجت نہیں، تاہم حتی الامکان ایسے مشکوک پانی سے اپنا بدن کپڑا، برتن، سامان وغیرہ بچانے کی کوشش کرنی چاہئے اس لئے آئندہ احتیاط کریں۔**واللہ تعالیٰ اعلم.**

(۲) مذکورہ پائپ سے اگر کبھی کبھی نجس پانی بھی گرایا جاتا ہے تو یہ صورت مسئولہ میں گرانے والوں کی زیادتی ہے تاہم جس کے بدن، یا کپڑے وغیرہ پر وہ پانی گرا اگر اسے یہ نہیں

معلوم کہ جو پانی اس کے کپڑے وغیرہ پر گر رہا ہے خاص وہ پانی ناپاک ہے بلکہ صرف اس میں شبہ ہے تو جیسا کہ ابھی واضح کیا گیا کہ صرف شبہ سے پانی کے، پھر کپڑے وغیرہ کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ اور اس کے متعلق تحقیق و تفتیش کرنے کی بھی ضرورت نہیں کہ طہارت ہی اصل ہے اور اصل اپنے اثبات میں دلیل کا محتاج نہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"شریعت مطہرہ میں طہارت وحلت اصل ہیں اور ان کا ثبوت خود حاصل کہ اپنے اثبات میں کسی دلیل کا محتاج نہیں اور حرمت ونجاست عارضی کہ ان کے ثبوت کو دلیل خاص درکار اور محض شکوک وظنون سے ان کا اثبات ناممکن کہ طہارت وحلت پر بوجہ اصالت جو یقین تھا اس کا زوال بھی اس کے مثل یقین ہی سے متصور نرا ظن لاحق یقین سابق کے حکم کو رفع نہیں کرتا" اھ (ص۸۹، ج۲)

البتہ آئندہ اگر کبھی ایسا ہو تو احتیاطاً کپڑے بدل کر نماز ادا کریں اسی میں سلامتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی — کتبہ: فیض محمد القادری المصباحی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۱۸ر محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

مسئلہ از: حافظ محمد شہزاد علی قادری پائر خاص، مسکنواں بازار، گونڈہ

دو منزلہ مسجد میں اوپر والی منزل پر امام صاحب چار پائی بچھا کر سوتے ہیں جب کہ گاؤں کے باہر مدرسہ بھی ہے اور ایک امام صاحب مدرسہ میں ہی سوتے ہیں تو کچھ مقتدیوں نے روکا کہ مسجد میں نہ سوؤ تو وہ بولتے ہیں گناہ میرے سر پر ہوگا آپ لوگوں کو کیا کرنا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام صاحب کا مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا.

الجواب: معتکف کے علاوہ کسی دوسرے کا مسجد میں سونا جائز نہیں۔ لہٰذا امام مذکور اگر بلا نیت اعتکاف مسجد میں سوتا ہے تو وہ گنہگار ہے توبہ کرے۔ اور اگر اعتکاف کی نیت کر لیتا ہے تو حرج نہیں۔ ردالمحتار "باب الاعتکاف" میں ہے: "اعلم، انه کما لا یکره الاکل و نحوه فی الاعتکاف الواجب فکذلك فی التطوع کما فی کراهية جامع الفتاویٰ و نصه: یکره النوم والاکل فی المسجد لغیر المعتکف و اذا

اراد ذلك ینبغی ان ینوی الاعتكاف فیدخل فیذکر الله تعالیٰ بقدرما نوی او یصلی ثم یفعل ماشاء اھ." (ص ۴۴۸، ج ۲) البتہ اعتکاف کی حالت میں بھی مسجد میں چار پائی بچھا کر سونا خلاف ادب ہے۔ فتاویٰ امجدیہ میں ہے:"مسجد میں چار پائی پر لیٹنا اور سونا عرف نے ادب کے خلاف قرار دیا ہے اور ایسے امور میں شرع مطہر نے عرف کا لحاظ کیا ہے"اھ (ص ۲۵۶، ج ۱)

یہ اصل حکم ہے لیکن جب اس سے عوام میں بدگمانی پیدا ہو رہی ہے اور دوسری جگہ انتظام بھی ہے تو امام کو چاہئے کہ وہ مسجد میں نہ سوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی　　کتبه: فیض محمد القادری المصباحی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی　　یکم محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

مسئلہ:

میری دوکان جس مسجد کے پاس ہے وہاں کے امام صاحب تعویذ وغیرہ کا کام کرتے ہیں اور مسجد میں امامت بھی کرتے ہیں اور ان کا تعلق جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت سے بھی ہے۔ ان سے مصافحہ کرتے ہیں فاتحہ بھی پڑھتے ہیں لیکن وہ کبھی جشن عید میلا دالنبی اور دینی جلسوں میں شریک نہیں ہوتے وہ اپنے آپ کو سنی بھی کہتے ہیں۔ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

میرا گھر جامع مسجد کے قریب ہے فجر وعشاء کی نماز جامع مسجد میں ادا کرتا ہوں باقی تینوں دوکان کے پاس کی مسجد میں، جامع مسجد کے امام کا حال یہ ہے کہ خود کو حافظ کہتے ہیں مگر گزشتہ سال رمضان میں ایک دن ایک دوسرے حافظ صاحب آ گئے تو انہوں نے بڑی تراویح کے بجائے چھوٹی تراویح پڑھائی پوچھنے پر کہا کہ میری طبیعت علیل ہے۔ امسال تراویح تو بڑی پڑھائی لیکن درود ابراہیمی کے بعد سلام پھیر دیتے ہیں مقتدیوں نے جب اعتراض کیا کہ ہماری دعائے ماثورہ پوری نہیں ہوتی اور آپ سلام پھیر دیتے ہیں تو وہ بولے آپ کی نماز ہو جائے گی دریافت یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہم مسجد میں جائیں گے تو ہمیں ان کو دیکھ کر بغض وحسد پیدا ہوگا اور ہم غیبت کریں گے تو ہمیں کیا کرنا

چاہئے؟بینوا توجروا.

الجواب: اول الذکر امام کا اہل سنت و جماعت سے ہونا مشتبہ ہے اور اگر وہ سنی ہو بھی تو جب وہ تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی والوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان سے سلام و مصافحہ کرتا ہے تو وہ فاسق معلن ضرور ہے اور فاسق معلن کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی یعنی پڑھنی گناہ اور پڑھ لیا تو پھیرنی واجب۔ ردالمحتار میں ہے:"لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق اھ" (ص۵۶۰، ج۱) اور فتاوی رضویہ میں ہے:''فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب'' اھ (ص۲۵۲، ج۳) لہذا اگر قریب میں کوئی سنی مسجد ہو جس کا امام سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق جامع شرائط امامت ہو تو وہاں جائے ورنہ تنہا پڑھ لے۔

جامع مسجد کے مذکورہ امام کے پیچھے نماز جائز و درست ہے بشرطیکہ کوئی اور وجہ مانع امامت نہ ہو، اگر اس نے کسی دن بجائے بڑی کے چھوٹی تراویح پڑھادی تو اس سے یہ سمجھنا کہ اسے قرآن یاد نہیں بدگمانی ہے بلاتحقیق اس کی اجازت نہیں۔ حدیث شریف میں "ایاکم و الظن فان الظن اکذب الحدیث" اھ (بخاری ص۹۹۵، ج۲) ا۔

نماز میں درود کے بعد سلام پھیر دینے میں کوئی حرج نہیں کہ لوگوں کی آسانی کے۔۔

کرنا جائز ہے۔ البتہ جب مقتدی چاہتے تھے تو امام کو ایسا نہ کرنا چاہئے تھا تاہم نماز تراویح ہوگئی اور یہ کہنا کہ ہم مسجد میں جائیں گے تو ہمیں ان کو دیکھ کر بغض و حسد پیدا ہوگا اور ہم غیبت کریں گے یہ ترک جماعت کے لئے عذر نہیں سائل پر لازم ہے کہ اپنے سینے کو اس سے پاک رکھے اور بلا وجہ شرعی کسی امام یا مسلمان کی غیبت نہ کرے نہ کسی سے بغض و حسد رکھے اور نہ ہی اپنی اس کمی کو ترک جماعت کا حیلہ بنائے۔ نیز سائل پر لازم ہے کہ مسجد میں جماعت سے نماز ادا کرے اور ان باتوں سے باز رہے کہ یہ امام مشتبہ الحال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: فیض محمد القادری المصباحی
۱۸ر محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسئلہ از: غلام محمد رضوی، مدرسہ اہل سنت فیض الاسلام، ترکھا، جگدیش پور، بستی

زید جو اپنے آپ کو حافظ قاری، مفتی اور عالم کہتا ہے، ایک جنازہ کے موقع پر اس نے اپنی تقریر میں میت کو لے کر چلنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ میت کو لے کر چلیں تو اس کا پاؤں آگے رہے اور سر پیچھے، بار بار حوالہ طلب کرنے کے باوجود بھی کوئی کتاب نہ دکھا سکا اور اس کی جہالت کا عالم یہ ہے کہ جب اس سے مصنف کا نام پوچھا گیا تو نام مسلک اعلیٰ حضرت بتایا اور اپنی تقریر میں اکثر کہتا ہے: ''مسلک اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''پوچھنے پر کہتا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت سرکار اعلیٰ حضرت کا نام ہے۔ اور اپنی اہمیت جتانے کے لئے اپنے آپ کو اشرفیہ مبارکپور کا فارغ بتاتا ہے جب کہ معلومات کے بعد پتہ چلا کہ وہ وہاں کا فارغ نہیں ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید نے جو مسئلہ بتایا وہ صحیح ہے یا غلط؟ اور ایسے جھوٹے شخص کی اقتدا میں نماز درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا.

الجواب: زید نے جو مسئلہ بتایا وہ غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جنازہ لے چلنے میں سر آگے ہونا چاہئے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:" و فی حالة المشی بالجنازة یقدم الراس کذا فی المضمرات" اھ (ص۱۶۲، ج۱، الفصل الرابع فی حمل الجنازة) بہار شریعت میں ہے: ''جنازہ لے چلنے میں سر آگے ہونا چاہئے۔'' (ص۱۴۲، حصہ چہارم)

بغیر علم مسئلہ بتا کر لوگوں کو گمراہ کرنا اور جھوٹ بول کر لوگوں کو دھوکا دینا ناجائز و گناہ ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:" من افتی بغیر علم لعنته ملئکة السماء و الارض." یعنی جو شخص بغیر علم لوگوں کو مسائل شرعیہ بتاتا ہے اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں (کنز العمال ص۱۹۳، ج۱۰)

اگر وہ واقعی جامعہ اشرفیہ مبارکپور کا فارغ التحصیل نہیں ہے جیسا کہ یہی ظاہر ہے کہ وہاں کا کوئی فارغ التحصیل ایسا نہیں ہوتا تو یہ جھوٹ ہے اور فریب بھی جو حرام و گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے:"قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علیکم بالصدق فان الصدق یهدی إلی البر وان البر یهدی الی الجنة و ما یزال الرجل یصدق و یتحری الصدق حتی یکتب عند الله صدیقاً، و ایاکم و الکذب فان الکذب یهدی الی الفجور و ان الفجور یهدی الی النار و ما یزال العبد

یکذب و یتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذاباً" یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ صدق کو لازم کرلو کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے، اور آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (ترمذی شریف ص ۱۸، ج۲)

لہذا زید پر لازم ہے کہ بے علم مسئلہ بتانے، جھوٹ بولنے، اور فریب دینے سے باز آئے اور صدق دل سے علانیہ توبہ واستغفار کرے۔ اگر زید ایسا کرلیتا ہے تو ٹھیک ورنہ اس کی اقتدا میں نماز درست نہیں بشرط استطاعت اسے امامت سے ہٹادیں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مسلک اعلیٰ حضرت نہیں ہے بلکہ آپ کا نام "احمد رضا" اور "اعلیٰ حضرت" آپ کا لقب ہے۔ اور اس زمانے میں مسلک اہل سنت کا ایک نام مسلک اعلیٰ حضرت بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی — کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۲۰ رمحرم الحرام ۱۴۲۷ھ

مسئلہ از: محمد اقلیم رضا قادری نظامی، الجامعۃ الرضویہ شمس العلوم، ایل بلاک ۳۹۶، منگول پوری، نئی دہلی -۸۳

ٹھنڈی کے موسم میں جو اونی ٹوپی لوگ استعمال کرتے ہیں اور پیشانی کی طرف سے نیچے کا کچھ حصہ موڑ لیتے ہیں، اگر موڑ کر نماز پڑھی تو نماز ہوگی کہ نہیں۔ حالانکہ کتب میں ذکر ہے کہ پینٹ یا پاجامہ کی مہری موڑ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے تو موڑنا فعل یہاں بھی پایا جارہا ہے؟ عرض ہے کہ مطابقت وموافقت مباح وعدم مباح کی شقیں بیان فرما کر عند الناس مشکور ہوں اور عند اللہ ماجور۔

الجواب: جاڑے کے موسم میں اونی ٹوپی موڑ کر پہننے کا جو رواج ہے وہ شرعاً

کف ثوب نہیں، کیونکہ فقہاء کی اصطلاح میں ''کف ثوب'' یہ ہے کہ عادت کے خلاف کپڑے کو موڑ کر استعمال کیا جائے اور یہاں ایسا نہیں، یہ ٹوپی عام طور پر موڑ کر ہی استعمال کرنے کی عادت ہے۔ بلکہ بہت سی ٹوپیاں یونہی موڑ کر پہنی جاتی ہیں تو یہ موڑ عادت کے موافق ہے اس لئے یہ جائز ہے اور اس کی وجہ سے نماز میں ذرہ برابر بھی کراہت نہ آئے گی۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''کسی کپڑے کو ایسا خلاف عادت پہننا جسے مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کر سکے اور کرے تو بے ادب، خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ بھی مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے: "کره کفه ای رفعه و لو لتراب کمشمرکم أو ذیل" (ص ۲۴۰، ج ۱) فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "یکره للمصلی ان یکف ثوبه بان یرفع ثوبه من بین یدیه أو من خلفه اذا اراد السجود کذا فی معراج الدرایة (ص ۱۰۵، ج ۱) واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی — الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی

۲۸ر محرم الحرام ۱۴۲۷ھ — الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسئلہ از: محمد اقلیم رضا قادری نظامی، الجامعۃ الرضویہ شمس العلوم، ایل بلاک-۳۹۶، منگول پوری، نئی دہلی-۸۳

زید کو اکثر نماز میں سہو واقع ہوتا ہے اور ترک واجب پر ہی سجدۂ سہو لازم آتا ہے فقہا نے اپنی کتب محررہ میں اس کا طریقہ بیان فرمایا ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں التحیات پوری کرنے کے بعد سجدۂ سہو کرے، اور دوبارہ تشہد وغیرہ پڑھ کر نماز پوری کرے، مگر زید قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد درود ابراہیمی پڑھتا رہتا ہے تو یاد آیا کہ سجدۂ سہو تھا تو اب کیا کرے جہاں یاد آیا وہیں پر سجدۂ سہو کرے یا کہ اور کوئی طریقہ ہے؟

الجواب: ایسی صورت میں زید درود ابراہیمی پورا کرنے کے بعد سجدۂ سہو کرے، اس لئے کہ احوط طریقہ یہی ہے کہ التحیات پڑھنے کے بعد درود شریف بھی پڑھے اس کے بعد سجدۂ سہو کرے، پھر التحیات و درود شریف وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ فتاویٰ ہندیہ ''سجدۂ سہو کے بیان'' میں ہے: "و کیفیته ان یکبر بعد سلامه الاول و یخر ساجداً، و

يسبح فى سجوده، ثم يفعل ثانياً كذلك، ثم يتشهد ثانياً، ثم يسلم كذا فى المحيط، و ياتى بالصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم و الدعاء فى قعدة السهو هو الصحيح و قيل: ياتى بهما فى القعدة الاولى كذا فى التبيين، و الاحوط ان يصلى فى القعدتين كذا فى فتاوىٰ قاضى خان" اھ (ص ۱۲٦، ج ۱)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ الرضوان تحریر فرماتے ہیں: ''سجدۂ سہو کے بعد التحیات پڑھنا واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف بھی پڑھے'' اھ (بہار شریعت ص ۵۰، حصہ چہارم) واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی
الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی
۲۸ رمحرم الحرام ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسئلہ از: مولانا حکیم اللہ نظامی بستوی، مقام مجھوا میر اسلام پورہ، بستی

زید کے یہاں میلا دخواں پارٹی ہے، جو کبھی کبھی جمعہ کی نماز پڑھ لیتے ہیں اور داڑھی مبارک ایک مشت سے پہلے ہی کٹوا دیتے ہیں اور کچھ تو چہرے پر داڑھی کے بال آتے ہی صاف کر لیتے ہیں اور نہ ہی ان کا شرعی لباس ہے، جن کا اکثر وقت شطرنج، تاش وغیرہ کھیلنے میں نکلتا ہے۔ فاسق معلن اگر اذان دے تو حکم ہے کہ لوٹائی جائے اگر چہ عالم ہی کیوں نہ ہو۔ تو پھر کیا ایسے لوگ میلاد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

میلا دخواں پارٹی میلا د اکبر، میلا د گوہر، میلا د خلیل کتابوں سے پڑھتے ہیں جب کہ ان کتابوں میں جگہ جگہ لفظ غزل لکھا ہے۔ اور غزل کے لغوی معنی عورتوں سے بات چیت کرنا، ان کے حسن و جمال کی تعریف کرنا ہے۔ زید کا کہنا ہے کہ یہ کتابیں غیر معتبر ہیں البتہ کچھ روایتیں معتبر کتابوں کی ہیں مگر اس میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ لہذا ایسی کتابوں سے میلاد پاک نہ پڑھیں اور نہ ہی اس طرح کے اشعار پڑھیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔ غزل:

غوث اعظم پیر ہمارے شاہ جیلانی رب کے جانی آپ محبوب سبحانی ہیں رب کے دل بر جانی
کالی کملیا والے توری یاد ستائے مورا جیا تڑپائے

غزل:

تیرے خاص مکاں کا پتہ میری جاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا

کہیں دونوں جہاں میں تیرا نشاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا

نہ فلک پہ پتہ نہ زمیں پہ نشاں نہ ادھر نہ ادھر نہ یہاں نہ وہاں

کہیں نام کو تیرے نشاں میری جان نہ ملا نہ ملا نہ ملا

الجواب: جو لوگ داڑھی منڈاتے یا کٹا کر حد شرع سے کم کراتے، یا ایک مشت ہونے سے پہلے ہی کٹاتے ہیں نیز اس کے عادی ہیں وہ فاسق معلن ہیں، ان کو عزت کی جگہ بٹھا کر ان سے میلاد شریف پڑھوانے کی اجازت نہیں، انہیں حکم دیا جائے کہ وہ توبہ کر کے داڑھیاں بڑھالیں۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: ''ذاکرین میں بعض جماعتیں فساق وفجار پر بھی مشتمل ہوتی ہیں، ان فواسق کو منبر نہ دیا جائے کہ تعظیم ذکر کے ساتھ ان کی بھی تعظیم ہوگی اور فاسق کی تعظیم ناجائز وگناہ ہے۔'' اھ (فتاویٰ مصطفویہ ص ۴۳۷)

نیز فتاویٰ مصطفویہ میں ہے: ''وہ ذاکرین جو سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معلن ہوں اور کتب معتبرہ مستندہ سے روایات صحیحہ مقبولہ ومعتمدہ پڑھیں وہ علماء کے اس وقت نائب ہیں انہیں منبر پر بٹھانے میں حرج نہیں'' اھ (ص ۴۳۷)

اور میلاد اکبر و میلاد گوہر وغیرہ ہمارے دار الافتاء میں موجود نہیں اس لئے ان کے بارے میں مجھے معلوم نہیں کہ ان کا مصنف کون ہے اور ان میں کیسی روایتیں ہیں۔ نعتیہ غزل پڑھ سکتے ہیں اور منقبتیہ غزل کوئی میلاد شریف میں نہیں پڑھتا۔

اللہ تعالیٰ کو دلبر کہنا حرام وگناہ ہے اور اس کا معنی حقیقی کفر ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ردائے اقدس کے لئے ''کملیا'' کا لفظ استعمال کرنا بھی ناجائز ہے۔ اس لئے ایسے کلمات پر مشتمل نظم یا نعت ہرگز نہ پڑھیں۔ میلاد خواں حضرات کو چاہئے کہ معتمد علما کے اشعار پڑھیں۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی — کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

مسئلہ از: محمد شمشاد عالم رضوی، خادم مدرسہ صالحیہ، سنہٹ، بالاسور (اڑیسہ)

میونسپلٹی فنڈ، یا ایم ایل اے، یا ایم پی یا دیگر اور کسی بھی سرکاری فنڈ کی رقم سے مسجد بنانا، یا مسجد کا وضو خانہ، مسجد کی چہار دیواری (باؤنڈری وال) یا مسجد کا بیت الخلا وغیرہ بنوانا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا.

الجواب: گورنمنٹ کے خزانہ سے جاری کی گئی رقم ہمیں میونسپلٹی کے ذریعہ ملے یا ایم پی یا ایم ایل اے کے ذریعہ اسے مسجد کی تعمیر و مرمت کے لئے لینا اور مسجد میں صرف کرنا جائز و درست ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: "خزانہ والیٔ مُلک کی ذاتی مِلک نہیں ہوتا تو اس کے لینے میں حرج نہیں جب کہ کسی مصلحت شرعیہ کے خلاف نہ ہو" اھ (فتاویٰ رضویہ ص ۴۶۰، ج ۶)

اور گورنمنٹ کی دی ہوئی رقم اگر ہم اپنے مدرسہ و مسجد میں نہ لگائیں تو وہ اپنے قانون کے مطابق اسے دوسرے غیر اسلامی کاموں کے لئے دے دیں گے، تو ہمارا مال ہمارے دینی کاموں میں صرف نہ ہوا اور کسی دین باطل کی تائید میں خرچ ہو گیا کیا کوئی مسلم اسے گوارہ کر سکتا ہے؟ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ص ۲۷۷، ج ۹ نصف آخر میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی — کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۲۰ر محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

مسئلہ از: الحاج تاج محمد، رحمت نگر، سیڑم ضلع گلبرگہ (کرناٹک)

اپنا احرام پہن کر مکہ گئے اپنا عمرہ ادا کرنے کے بعد ابھی پندرہ روز حج کے لئے باقی ہیں اس عرصے میں میاں بیوی مل سکتے ہیں یا نہیں؟ یا حج ہونے کے بعد پندرہ روز ہیں اس عرصے میں بھی مل سکتے ہیں یا نہیں؟ مدلل جواب سے نوازیں۔ بینوا توجروا.

الجواب: اگر فقط عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ کر کے احرام کھول دے جیسا کہ عام طور سے حاجی ایسا ہی کرتے ہیں۔ تو حج کا احرام باندھنے سے پہلے میاں بیوی مل سکتے ہیں یعنی جماع وغیرہ کر سکتے ہیں یوں ہی حج کے بعد جب حلال ہو جائیں تو بیوی سے جماع وغیرہ حلال ہے، اور اگر حج و عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھے یعنی حج قرآن کرے تو عمرہ ادا

کرنے کے بعد جماع ودیگر ممنوعات احرام حلال نہیں ہوتے، حرام ہی رہتے ہیں۔ کیونکہ حج قران میں عمرہ کے بعد احرام کھولنے کی اجازت نہیں، لہذا اگر وقوف عرفہ سے پہلے ہمبستری کرے گا تو حج فاسد ہوجائے گا اور جرمانہ میں دودم دینا پڑے گا، اور سال آئندہ حج کی قضا بھی لازم ہوگی۔ اور اگر وقوف عرفہ کے بعد ہمبستری کرے گا تو حج فاسد نہ ہوگا۔ البتہ جرمانہ میں ایک بدنہ اور ایک دم دینا پڑے گا اور ساتھ ہی قران کی قربانی بھی لازم ہوگی۔

ہدایہ میں ہے: "المتمتع صفته ان يبتدی من الميقات فی اشهر الحج فيحرم بالعمرة و يدخل مكة فيطوف لها و يسعى لها و يحلق و يقصر و قد حل من عمرته و يقيم بمكة حلالا لانه حل من العمرة فاذا كان يوم التروية احرم بالحج من المسجد و فعل ما يفعله الحاج المفرد" اھ ملخصاً (ص ٢٤٠، ج١ كتاب الحج، باب التمتع) فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "و ان كان قارنا و جامع بعد ما طاف لعمرته قبل الوقوف فسدت حجته و لم تفسد عمرته و عليه دمان وعليه قضاء الحج من قابل و يسقط عنه دم القران، و كذلك بعد ماطاف لعمرته أربعة أشواط و ان جامع بعد ماوقف بعرفة لا تفسدعمرته و لاحجته و عليه جزور لحجته و شاة لعمرته و لزم دم القران كذا فی المحيط" اھ ملخصاً (ص ٢٤٥، ج١، الباب الثامن فی الجنايات/ الفصل الرابع فی الجماع) ردالمحتار میں ہے: "قوله حل له النساء ای بعد الركن منه وهو اربعة اشواط و لو لم يطف أصلا لايحل له النساء وان طال و مضت سنون باجماع كذا فی الهندية" اھ (ص ٥١٨، ج٢ کتاب الحج)

یوں ہی اگر صرف حج کا احرام باندھ کر جائے تو بھی حج (وقوف عرفہ وطواف زیارت) کے بعد حلال ہونے پر ہی بیوی حلال ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی کتبہ: محمد صدیق عالم القادری المنظری

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی ٢٠ر محرم الحرام ١٤٢٧ھ

مسئلہ از: الحاج تاج محمد، رحمت نگر، سیڑم ضلع گلبرگہ (کرناٹک)

حجاج کرام کو وداع کرتے وقت یا آتے وقت استقبال کے لئے حاجیوں کے گلے میں ان کے دوست واحباب پھولوں کا ہار ڈال سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: حجاج کرام کو حج کے لئے روانہ کرتے وقت یا واپسی میں استقبال کے لئے گلے میں پھولوں کا ہار ڈال سکتے ہیں کوئی قباحت نہیں بلکہ بہتر ہے کہ حاجی اللہ عزوجل کا مہمان ہوتا ہے تو اس کے اعزاز کے لئے اس کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالنا ضرور جائز ہوگا۔ اس پر علماء، صلحا، عوام وخواص سب کا عملدر آمد ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے: "ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن" اھ. واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی　　کتبہ: محمد صدیق عالم القادری المنظری

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی　　۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

مسئلہ از: ڈاکٹر محمد منیر نظامی، ہند مارکیٹ، سبزی باغ، پٹنہ (بہار)

بعض اوقات کھانا کھاتے وقت بھات (چاول) میں یا دال میں سے چوہے کا پاخانہ نکل آتا ہے تو ایسی حالت میں کیا کھانے کو پھینک دینا چاہئے؟ یا پھر اس کھانے کو پاک کر کے کھانا چاہئے؟ اسی طرح چھپکلی و گرگٹ کے پاخانے کا کیا حکم ہوگا؟ یوں ہی اگر کھانے میں گائے کا گوبر ملے تو اس کھانے کا کیا حکم ہوگا؟ بینوا توجروا.

الجواب: چوہا، چھپکلی، گرگٹ، گائے، بھینس کا پیشاب و پاخانہ ناپاک ہے، لیکن چوہا کے تعلق سے فقہا فرماتے ہیں کہ اگر کھانے یا دال میں چوہے کی بیٹ پائی جائے اور اس کا اثر ظاہر نہ ہو تو ناپاکی کا حکم نہ ہوگا بلکہ بوجہ ضرورت کھانا پاک مانا جائے گا۔ لہٰذا اس دال و چاول کو کھایا بھی جا سکتا ہے، کیونکہ بہت ایسا ہوتا ہے کہ چاول، گیہوں، دال وغیرہ میں چوہے کی بیٹ پائی جاتی ہے اور اس سے بچنا مشکل ہے، جیسے فقہائے کرام نے چمگادڑ کی بیٹ و پیشاب کو اسی ضرورت کی وجہ سے پاک قرار دیا ہے، اصول فقہ کا قاعدہ ہے: "المشقة تجلب التیسیر" اھ یعنی مشقت آسانی لاتی ہے، نیز اصول فقہ کا قاعدہ ہے: "ما ابیح للضرورة یتقدر بقدرھا" اھ یعنی جو چیز ضرورت کی بنا پر جائز ہو وہ صرف بقدر ضرورت

ہی جائز ہوتی ہے۔ اس لئے اگر چھپکلی یا گرگٹ کی بیٹ یا گائے بھینس کے گوبر کا ٹکڑا کھانے یا چاول میں پایا جائے تو ناپاک ہوجائے گا کیونکہ یہاں ضرورت متحقق نہیں۔ کہ گرگٹ عموماً گھروں میں نہیں پائے جاتے اور چھپکلیاں دیواروں سے چپکی رہتی ہیں جس کی وجہ سے کھانے میں ان کی بیٹ پڑنے کا امکان نادر ہے کثیر الوقوع نہیں ہے اس کے برخلاف چوہے ہر جگہ دوڑتے رہتے ہیں ان کی شرارت سے بچنا دشوار ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "بول مالایوکل و الروث و اخثاء البقر و العذرة نجاسة غليظة. بعرة الفارة وقعت فى وقر الحنطة فطحنت و البعرة فيها أو وقعت فى و قردهن لم يفسد الدقيق و الدهن مالم يتغير طعمهما، قال الفقيه ابو الليث و به نأخذ و فى مسائل ابى حفص فى بعر الفارة اذا وقع فى الرب او الخل انه لايفسد هكذا فى المحيط اه ملخصاً (ص٤٢، ج١ الفصل الثانى فى الاعيان النجسة) درمختار میں ہے: بول الخفاش و خرأه طاهر و كذا بول الفارة لتعذر التحرز عنه و عليه الفتوى كما فى التاتارخانية و ان خرأها لايفسد مالم يظهر أثره" اه ردالمحتار میں ہے: "بول الخفافيش و خرؤها ليس بنجس لتعذر صيانة الثوب و الاوانى عنها و مقتضاه ان سقوط النجاسة للضرورة، و لوطحن بعر الفارة مع الحنطة و لم يظهر أثره يعفى عنه للضرورة" اه ملخصاً (ص ٣١٩، ج١ باب الانجاس). والله تعالىٰ اعلم.

الجواب صحيح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی — كتبه: محمد صدیق عالم القادری المنظری

الجواب صحيح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۲۴ رمحرم الحرام ۱۴۲۷ھ

مسئلہ از: حافظ سید محبوب قادری، چکلہ آمیہ شریف، تعلقہ گیورائی، ضلع بیڑ (مہاراشٹر)

ہم چند مسلم بچوں نے مل کر ایک کمیٹی بنائی ہے جس میں سو روپے ماہانہ ہم جمع کرتے ہیں۔ اور بینک میں رکھ دیتے ہیں اور ہم ایک سال کے بعد ضرورت مند مسلمان بھائیوں کو

بطور قرض حسنہ دیتے ہیں۔اس شرط پر کہ آپ بھی کمیٹی میں شامل ہو جائیں اور سو روپے ماہانہ بھرتے رہیں اور قرضے کی ادائیگی کی صورت یہ کہ سو روپے مہینے سے بھرتے رہیں یعنی سو روپے ماہانہ کمیٹی میں شامل ہونے کا اور سو روپے ماہانہ قرضے کی آدائیگی کا۔اس طرح دو سو روپے مہینے سے بھرتے رہیں۔اب آیا یہ کہ ہم کو بینک بھی سود دیتا ہے۔اور جس مسلمان بھائی کو ہم روپے دیتے ہیں تو وہ واپس کرتے وقت کچھ زائد رقم دیتا اپنی خوشی سے یعنی اگر ہم ایک ہزار دیتے ہیں تو وہ واپس کرتے وقت گیارہ سو روپے دیتا ہے۔اس طرح ہمارے پاس کافی روپے جمع ہو گئے ہیں۔اب ہم چاہتے ہیں کہ یہ روپے مسجد کی تعمیر میں خرچ کریں تو ہم تعمیر مسجد میں یہ روپے خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا.

الجواب: مسلمان بھائیوں کو قرض دے کر ان کی ضرورت پوری کرنا کار ثواب ہے۔حدیث شریف میں ہے: "اللہ فی عون عبدہ ماکان العبد فی عون اخیہ" (مسلم ص ۳۴۵، ج ۲) لیکن قرض دے کر کسی بھی صورت میں قرض کی وجہ سے مشروط نفع لینا سود ہے جو حرام و گناہ ہے۔حدیث شریف میں ہے: "کل قرض جر نفعا فھو ربوا." ہاں قرض ادا کرتے وقت مستقرض اپنی خوشی سے بغیر کسی شرط کے کچھ زائد رقم دے دے تو یہ سود نہیں ہے۔جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: "کان لی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین فقضانی وزادنی" یعنی میرا کچھ قرضہ حضور کے ذمہ تھا حضور نے اسے ادا فرمایا اور زیادہ دیا۔(بخاری ص ۳۲۲، ج ۱)

لہذا اس زائد رقم کو تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے۔اور اگر زبانی یا تحریری قرض سے زیادہ دینے کی شرط نہ ہو، لیکن عرف قائم ہو کہ قرض دیتے ہیں تو اس پر کچھ زیادہ لیتے ہیں تو یہ عرف بھی شرط کے درجے میں ہوگا۔اس تقدیر پر اگرچہ اس زائد رقم کا عقد میں ذکر نہ ہوا مگر المعروف کالمشروط کے تحت میں داخل ہو کر وہ رقم سود ونا جائز ہوگی کہ "کل قرض جر نفعا فھو ربوا" اب ان میں سے جو شق آپ کی کمیٹی کے موافق ہو اس کے حکم پر عمل کریں۔

واضح رہے کہ یہاں کی حکومت کے بینکوں میں روپے جمع کرنے پر جو زائد رقم ملتی ہے وہ شرعی نقطۂ نظر سے سود نہیں، بلکہ ایک مال مباح ہے جو مالک کی رضا سے ملتا ہے۔لہذا

اسے سود نہ کہا جائے۔ اسے تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے اگر چہ دینے والا سود سمجھ کر دے۔

ہدایہ: "باب الربوا" میں ہے: "لا ربوا بین المسلم و الحربی فی دار الحرب" اھ (ص۷۰، ج۲) واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی — کتبہ: محمد صابر حسین قادری المصباحی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۱۸/ ربیع الغوث ۱۴۲۷ھ

مسئلہ از: محمد اسحٰق خان موضع مینھیاں پوسٹ برہ، پور گور ضلع بستی، یوپی

کیا حالت حیض میں عورت سے نکاح جائز ہے؟

الجواب: حالت حیض میں عورت سے نکاح جائز ہے کہ نکاح نام ہے ایجاب و قبول کا اور اس کے لئے طہارت شرط نہیں طہارت تلاوت قرآن کے لئے ضروری ہے اور نکاح میں عورت کو تلاوت قرآن کی حاجت نہیں پیش آتی وہ تو محض نکاح خواں کو وکیل بنادیتی ہے۔ البتہ جب تک حیض سے پاک نہ ہو جائے اس کے ساتھ جماع حرام ہے کیونکہ اس کی ممانعت شرع سے ثابت ہے۔ جوہرہ نیرہ "باب الحیض" میں ہے: "(قوله و لا يأتيها زوجها) ذكره بلفظ الكناية تأدبا و تخلقا و اقتدى بقوله تعالىٰ: فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ" و إن اتاها مستحلا كفر و ان اتاها غير مستحل فعليه التوبة و الإستغفار" اھ (ص۳۴، ج۱)

فتاویٰ امجدیہ میں حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "حیض یا نفاس میں نکاح صحیح ہے مگر جب تک پاک نہ ہولے جماع حرام ہے" (کتاب النکاح ص۵۵، ج۲)

واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی — کتبہ: محمد ابوبکر مصباحی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۱۰/ ربیع الغوث ۱۴۲۷ھ

مسئلہ از: محمد انیس میرٹھی خطیب وامام مسجد ہدیٰ رحمت نگر پوسٹ سڈام

ایک شخص کی شادی بہت قریب ہے اور وہ اپنا عقیقہ کرنا چاہتا ہے مگر پورا بال نہیں کٹوانا چاہتا ہے بلکہ صرف تھوڑا ہی بال کٹوانا چاہتا ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ پورا بال

اتر وانا ضروری ہے یا صرف تھوڑا ہی اتر وائے تو بھی درست ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: عقیقہ کرنا مستحب و مباح ہے اس میں پورا بال اتر وانا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے ایسا ہی بہار شریعت جلد ۳ حصہ ۱۵ صفحہ ۱۵۳ پر ہے۔ بخاری شریف: "باب العقیقۃ" میں ہے: "عن محمد بن سیرین قال حدثنا سلمان بن عامر الضبی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول مع الغلام عقیقۃ فاھریقوا عنہ دما و أمیطوا عنہ الأذی" (ج ۲، ص ۸۲۲) یعنی حضرت سلمان بن عامر ضبی کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بچے کے لئے عقیقہ ہے کہ اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور اس کا سر منڈاؤ۔ ایسا ہی مشکوٰۃ شریف باب العقیقہ صفحہ ۳۶۲ پر بھی ہے اور اسی کے تحت شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح "باب العقیقہ" میں ہے: "لأنھا تذبح حین یحلق عقیقۃ، وھو الشعر الذی یکون علی المولود حین یولد من العق و ھو القطع، لأنہ یحلق و لایترک، أراد بإماطۃ الأذی عنہ حلق شعرہ و قیل تطھیرہ عن الأوساخ و الأوضار التی تلطخ بہ عند الولادۃ" (ج ۹، ص ۲۸۳۱) یعنی اماطۃ الأذی سے مقصود بچوں کے پیدائشی بالوں کا ازالہ ہے لہذا یہ مسئلہ بچوں کے لئے ہے مگر جو شخص جوان ہو چکا ہو وہ بارہا سر بھی منڈا چکا ہوگا تو اس کے لئے یہ بھی کافی ہے چاہے تو کچھ بال کٹوا لے چاہے تو سب منڈا لے۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

کتبہ: محمد رئیس البرکاتی المصباحی
۱۴؍ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسئلہ از: محمد احمد، دار العلوم تیغیہ، رسول آباد، سلطان پور

فون یا موبائل پر کسی نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی تو وہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں اگر واقع ہوگی تو کیوں، جب کہ فون وغیرہ سے نکاح صحیح نہیں ہوتا؟ بینوا توجروا.

الجواب: فون یا موبائل پر اگر کسی نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی تو وہ طلاق واقع ہوجائے گی، اگر چہ فون یا موبائل پر نکاح نہیں ہوسکتا، فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ نکاح کے ذریعہ مرد پر عورت کے بہت کچھ حقوق عائد ہوجاتے ہیں اور عورت پر مرد کے بہت کچھ حقوق

لازم ہوجاتے ہیں اس لئے ان دونوں کی باہمی رضامندی کے ساتھ مجلس واحد میں ایجاب و قبول اور سماع شاہدین ضروری ہے جو ٹیلی فون اور موبائل فون سے دو مختلف شہروں میں رہتے ہوئے ممکن نہیں ہے۔ مگر طلاق کے ذریعہ مرد اپنے ذمہ کو عورت کے عائد ہونے والے حقوق سے بری و سبکدوش کرتا ہے اور ہر شخص کو اس کا حق ہے کہ اپنے ذمہ کو سبکدوش رکھے، اس لئے طلاق میں عورت کی رضا، ایجاب وقبول اور سماع شاہدین کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی کتبہ: مشتاق احمد قادری عزیزی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی دارالعلوم اہل سنت شاہی مسجد ناسک، مہاراشٹر

نوٹ: یہ فتویٰ فقہی سالنامہ حصہ دہم میں شائع ہو چکا ہے، مگر اس میں کچھ ضروری قیود چھوٹ گئی تھیں۔ اس لئے دوبارہ وہی فتویٰ تصحیح کے ساتھ شائع کیا گیا۔ اسی کے مطابق حصہ دہم ص ۸۱، کے فتویٰ میں بھی قارئین تصحیح کرلیں۔

ضروری تصحیح

فقہی سالنامہ دہم میں نصاب زکاۃ کے متعلق جو فتویٰ شائع ہوا ہے اس میں مجھ سے خطا ہوئی۔ محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مدظلہ العالی نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ماہنامہ اشرفیہ میں میرے چھپے ہوئے فتویٰ کو دیکھ کر اس کے مطابق اپنا جواب درست کرلیں، ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا کہ ایک روپیہ انگریزی کا وزن ۱۱ رگرام ۶۶۴ ملی گرام ہوتا ہے اس کے پیش نظر خود بھی جوڑ کر مطمئن ہولیں۔ میں نے ایک روپیہ کو ایک تولہ سمجھ کر حساب جوڑ لیا جس کی بنا پر یہ خطا ہوئی، صحیح وہی ہے جو ماہنامہ اشرفیہ شمارہ مئی ۲۰۰۴ء میں حضرت کی تحقیق ہے کہ ایک تولہ کا وزن ۱۲ رگرام ۴۴۱ ملی گرام، ۶ پوائنٹ ہے اس سے ثابت ہوا کہ قدیم تولے کا وزن انگریزی روپئے سے ۷۷۷ رملی گرام زیادہ ہے'' اھ۔

لہذا جب موجودہ رائج اعشاریہ وزن سے ایک تولہ کا وزن ۱۲ رگرام ۴۴۱ ملی گرام ۶ ر پوائنٹ ہے۔ تو اس کے مطابق ساڑھے سات تولے سونا کا وزن ۹۳ رگرام ۳۱۲ رملی گرام،

اور ساڑھے باون تولے چاندی کا وزن ۶۵۳ رگرام ۱۸۴ رملی گرام ہے۔ سالنامہ دہم کے متعلقہ فتویٰ میں اسی کے مطابق اصلاح کر لی جائے۔

کتبہ: محمد صدیق عالم قادری منظری

۲۹ رربیع الغوث ۱۴۲۷ھ

مسئلہ از: ملک محمد ہاشم، ایل، اے، کالج بنگلور روڈ، ولور

سبسیڈی (Subsidy) جائز ہے یا نہیں؟ ملت کا ایک طبقہ کہتا ہے کہ حج کے لئے مسلمانوں کو شرائط کی روشنی میں خود کفیل ہونا چاہئے، تکلفات، احسانات اور بالخصوص حکومت کے زیر احسان حج کرے، یہ امر روح اسلام کے خلاف معلوم ہوتا ہے، پتہ نہیں یہ (Subsidy) صرف ہمارے سیکولر ملک میں ہے یا دیگر ممالک میں بھی اس کی نظیر پائی جاتی ہے؟ حضرات مفتیان کرام سے درخواست ہے کہ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ بینوا توجروا.

الجواب: حج سبسیڈی (Subsidy) شرعاً جائز ہے کہ یہ ایک قسم کا ڈسکاؤنٹ (Discount) اور چھوٹ ہے، یہ سبسیڈی بعض سامانوں کی قیمت یا کسی کام کی اجرت میں رعایت کے طور پر مہیا کی جاتی ہے۔ اس طرح کا ڈسکاؤنٹ تقریباً تمام ممالک میں رائج ہے اگر چہ اس کے مواقع اور مقدار میں یکسانیت نہیں بلکہ ہر ملک اپنی ملکی ضرورتوں کے لحاظ سے اس کا تعین کرتا ہے، اور کسی چیز کی قیمت کا طے کرنا بائع ومشتری کے ذمہ ہوتا ہے، یوں کرایہ طے کرنا اجیر ومستاجر کا حق ہوتا ہے خواہ وہ بازار بھاؤ پر سودا کریں یا کمی بیشی کے ساتھ انہیں شرعاً اس کا حق حاصل ہے، بلکہ شریعت اسلامی نے تو یہاں تک اجازت دی ہے کہ بیچنے والا کسی بھی دام پر سامان بیچنے کے بعد طے شدہ دام کو گھٹا سکتا ہے۔

ہدایہ میں ہے: "یجوز للمشتری ان یزید للبائع فی الثمن و یجوز للبائع ان یزید للمشتری فی المبیع و یجوز ان یحط عن الثمن. اھ" (ص ۵۹، ج ۳، کتاب البیوع، باب المرابحة و التولیة) یعنی خریدار کے لئے جائز ہے کہ بائع کی خاطر دام بڑھادے اور بائع کو جائز ہے کہ خریدار کے لئے سامان میں اضافہ

کردے یا طے شدہ دام سے کم لے، اس مسئلہ میں جو حکم بیع وشرا کا ہے وہی حکم اجارہ کا بھی ہے۔

سبسیڈی کے معاملہ میں سب سے زیادہ اہم جو بات پیش کی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ دینی امور میں غیر مسلموں سے مدد لینا ممنوع ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انا لانستعين بمشرك" ہم غیر مسلموں سے مدد نہیں مانگتے، اور ظاہر ہے کہ حج دین کا ایک اہم رکن ہے اس کے لئے سبسیڈی کی اجازت نہ ہونا چاہئے؟ لیکن اہل فہم پر روشن ہے کہ حدیث شریف کا یہ حکم دینی امور سے متعلق ہے کہ دین کے کاموں میں غیر مسلموں سے مدد نہ لی جائے، مثلاً جہاد میں شرکت، قربانی، کے جانور ذبح کرانے، ان کی زمین پر یا ان کے روپیوں سے مسجد بنانے میں ان سے مدد نہ لی جائے، بیع وشرا اور اجارہ وغیرہ اس قبیل سے نہیں ہیں کہ یہ معاملات سے ہیں، بلکہ سامان کا دام یا سفر کے کرایہ کو کم کرانا ہر شخص کا اپنا ذاتی حق ہے، علاوہ ازیں سبسیڈی مانگنے کی ممانعت ہے، اور یہاں حکومت سے حاجی سبسیڈی مانگتے نہیں، بلکہ وہ خود دیتی ہے۔

یہ گفتگو اس تقدم پر تھی کہ سبسیڈی چھوٹ ہے، اور اگر اس کو حکومت ہند کا عطیہ مانا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ حکومت کے اموال میں تمام رعایا کا حق ہوتا ہے تو مسلمانوں کا بھی حق ہوا اس طور پر اگر حکومت حاجی کے کرائے میں سبسیڈی دیتی ہے تو وہ ایک طرح حاجی کو اس کا حق دیتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی — کتبہ: محمد صدیق عالم القادری المنظری
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۱۰ رشعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

مسئلہ از: اسد اللہ نظامی مصباحی صدر المدرسین ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، اننت ناگ کشمیر

حلال جانوروں کی اوجھڑی کا کیا حکم ہے؟ زید کہتا ہے کہ اوجھڑی کی کراہت تحریمی یا حرمت پر کوئی نص قطعی نہیں ہے اس لئے اوجھڑی حلال ہے۔ جب کہ بکر کہتا ہے کہ اوجھڑی سے طبیعت سلیمہ نفرت کرتی ہے اس لئے اوجھڑی "و يحرم عليهم الخبائث" میں داخل ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید اور بکر میں کون صحیح ہے؟ نیز دیوبندیوں نے وادئ کشمیر میں ۱۰ رمارچ ۲۰۰۶ء روزنامہ آفتاب ص ۴ پر حلت کا فتویٰ شائع کیا ہے۔ امید کہ مدلل اور مفصل

جواب دے کر مشکور فرمائیں گے۔ بینوا توجروا.

الجواب: حلال جانوروں کے جن اعضا کا کھانا مکروہ ونا جائز ہے ان میں ایک عضو اوجھڑی بھی ہے تحقیق یہ ہے کہ اوجھڑی کھانا مکروہ تحریمی ہے، لہذا بکر کا قول درست ہے کہ یہ "و یحرم علیهم الخبائث" میں داخل ہے کیونکہ اوجھڑی اگر مثانہ، فرج وذکر سے خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں کہ یہ سب اگر معدن بول وگزرگاہ بول ومنی ہیں تو اوجھڑی مخزن فرث ہے جو کسی طرح نجاست میں ان سے کم نہیں لہذا بطور اجرائے علت منصوصہ یہ بھی حکم کراہت میں داخل ہوگی۔ اور یہ طیب کو حرام ٹھہرانا نہیں خبیث کو مکروہ ٹھہرانا ہے۔ البتہ دیوبندی علما اسے طیب اور مرغوب سمجھتے ہیں تو یہ ان کے اپنے ذوق کی بات ہے ان کے نزدیک تو بکرے کے کپورے اور کالے کوے بھی حلال ہیں۔ ان کا مذہب الگ ہے اور ہمارا مذہب الگ۔

اور اکثر فقہا کا محض سات پر اقتصار یہ محض باتباع نظم حدیث ونص امام ہے اس سے استیعاب مقصود نہیں جس طرح کتب فقہ میں لفظ شاۃ کی قید صرف باتباع نظم حدیث ہے حالانکہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ یہ حکم بکری کے ساتھ خاص نہیں دوسرے حلال جانوروں کا بھی یہی حکم ہے۔ یہی وجہ ہے بعض فقہا نے ان سات پر اضافہ بھی فرمایا ہے، علامہ قاضی بدیع خوازمی علامہ شمس الدین قہستانی، علامہ سید احمد مصری وغیرہم نے حرام مغز اور گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں انہیں بھی اسی میں شمار کیا ہے بلکہ آخر کے دونوں حضرات نے خون جگر، خون طحال اور خون گوشت کو بھی اسی خانہ میں رکھا ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں بحر محیط سے ہے۔ "الغدد و الذكر و الانثيان و المثانة و العصبان اللذان فى العنق و المرارة و القصيد مكروه" اھ ملخصاً جامع الرموز میں اس کے بعد ہے: "و كذا الدم الذى يخرج من اللحم و الكبد و الطحال" اھ (ص ۳۲۵ ج ۸) اسی میں ذبائح طحاوی سے ہے: "الذكر و الانثيان والمثانة و العصبان اللذان فى العنق و المرارة تحل مع الكراهة، و كذا الدم الذى يخرج من اللحم و الكبد و الطحال

دون الدم المسفوح، و هل الكراهة تحريمية او تنزيهية قولان" اه (ایضاً)

پھر ان فقہائے کرام نے بھی اس زیادت سے استیعاب کا قصد نہیں فرمایا اس کی واضح دلیل یہ ہے انہوں نے خون جگر، خون طحال اور خون گوشت کو شمار کرایا اور خون قلب کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ انہیں کی مثل ہے بلکہ بہت سے فقہاء نے اس کی نجاست پر جزم فرمایا ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں حلیہ سے ہے: "فی القنیه دم قلب الشاة نجس و اليه مال كلام صاحب الهداية فی التجنيس، و فی خزانة الفتاوىٰ دم القلب نجس و دم الكبد و الطحال لا." اھ (ص۳۲۵، ج۸) اسی میں رحمانیہ سے ہے: "فی العتابية دم القلب نجس ودم الكبد و الطحال لا" اھ (ایضاً)

اور جب ان چیزوں کے ذکر سے حصر مقصود نہیں تو حکم کراہت انہیں کے ساتھ خاص نہ ہوگا بلکہ جہاں بھی علت خبث موجود ہوگی حکم کراہت ثابت ہوگا۔ اور یقیناً یہ علت اوجھڑی میں موجود ہے۔ لہذا اس میں بھی بلاشبہ حکم کراہت ثابت ہوگا۔ مزید تحقیق و تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ ج۸، کتاب الذبائح کا مطالعہ مفید ہوگا۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی　　　کتبہ: فیض محمد القادری المصباحی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی　　　۳۰/رجب المرجب ۱۴۲۷ھ

مسئلہ از: چند پریشان طلبہ، دارالہدیٰ چماڑ، ضلع ملاپورم، کیرلا

کیرل کے ایک مدرسہ میں جہاں ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم ہیں اور ان کے درمیان پچیس احناف بھی زیر تعلیم ہیں جہاں پر پانچوں وقت کی نمازیں شافعی مسلک کے مطابق ہوتی ہیں اور انہیں کے وقت پر چند ناگزیر حالات کی وجہ سے وقت میں تبدیلی نہیں لائی جاسکتی ہے اور نہ احناف کو الگ جماعت کرنے کا موقع ملتا ہے لہذا مطلوب الامر یہ ہے کہ کیا ایسی حالت میں شافعی امام کی اقتداء میں نماز ادا کر سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: حنفی طلبہ نماز عصر حنفی وقت کے مطابق پڑھیں کیونکہ شوافع تمام نمازیں اول وقت میں ادا کرتے ہیں تو جس وقت وہ عصر پڑھیں گے اس وقت ہمارے مذہب

کے مطابق عصر کا وقت نہ ہوگا لہذا حنفی طلبہ بنیت نفل شریک ہوں پھر حنفی وقت میں نماز عصر ادا کریں۔ وہ وقت فارغ ہوتا ہے اس میں ادائے گی عصر سے کوئی چیز مانع نہیں۔ رہے باقی اوقات تو ان میں حنفی شافعی اختلاف جواز اور عدم جواز کا نہیں بلکہ افضل غیر افضل کا ہے لہذا بوجہ مجبوری حنفی طلبہ ان کی جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں مدرسہ کے ذمہ داران کو چاہئے کہ وہ اپنے نظام الاوقات میں اتنی گنجائش رکھیں کہ حنفی طلبہ نماز عصر اپنے وقت میں ادا کرسکیں۔

یہاں یہ امر واضح رہے کہ حنفی کی نماز شافعی امام کی اقتداء میں اس وقت درست ہوگی جب کہ وہ طہارت اور مسائل نماز میں ہمارے مذہب کے ارکان وشرائط کی رعایت کریں یا یقین ہو کہ اس نماز میں رعایت کی ہے اور اگر یہ یقین ہو کہ اس نماز میں ہمارے مذہب کی رعایت نہیں کی ہے تو حنفی کی نماز باطل محض ہوگی اور اگر معلوم ہی نہ ہو کہ ہمارے مذہب کی رعایت کرتا ہے اور نہ یہ کہ اس نماز میں رعایت کی ہے تو جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ ہدایہ میں ہے: "و اول وقت المغرب اذا غربت المشس و اخر وقتها ما لم يغب الشفق و قال الشافعی مقدارها ما يصلى فيه ثلث ركعات" اھ. (كتاب الصلوٰة باب مواقيت الصلوٰة ج ۱/ ص ٦٤) پھر اسی میں ہے: و اول وقت الشعاء اذا غاب الشفق و آخر وقتها مالم يطلع الفجر لقوله عليه السلام و آخر وقت العشاء حين يطلع الفجر وهو حجة على الشافعی فی تقديره بذهاب ثلث الليل" اھ (ج ۱/ ص ٦٦) درمختار "باب الامامۃ" میں ہے: "ان تيقن المراعات لم يكره او عدمها لم يصح و ان شك كره اھ اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے: (قوله ان تيقن المراعاة لم يكره الخ) ای المراعاة فی الفرائض من شروط و اركان فی تلك الصلوٰة و ان لم يراع فی الواجبات و السنن" اھ (ص ٥٦٣، ج ۱) اور ایسا ہی بہار شریعت ج ۳، ص ۱۱۴ میں بھی ہے۔ والله تعالىٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی — کتبہ: محمد ابوبکر مصباحی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۵ رشعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

مسئلہ از: محمد رفیع شریفی رضوی، چترادرگہ (کرناٹک)

اپنے سگے چچا کی بیٹی یعنی باپ کے سگے بھائی کی لڑکی کے ساتھ نکاح جائز ہے؟ کیونکہ جہاں کا میں رہنے والا ہوں (کرناٹک) یہاں پر لوگوں کا یہ ماننا ہے کہ چچا کی بیٹی خون کے رشتہ میں بہن ہوتی ہے اور اس کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا، لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، اور یہ بھی بتائیں کہ اگر جائز ہے تو جو لوگ اسے ناجائز و برا جانتے ہیں اور اس جائز امر سے روکتے ہیں ان کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب: چچازاد بہن سے نکاح جائز ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن عورتوں سے نکاح حرام فرمایا ہے ان میں چچازاد بہن داخل نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: "حلال بنت عمه و عمته و خاله و خالته، لقوله تعالیٰ (احل لکم ما وراء ذٰلکم)" اھ (ص ۳۰، ج ۳) اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''رشتے کی بہن جو ماں میں ایک نہ باپ میں شریک نہ باہم علاقہ رضاعت جیسے چچا، ماموں، خالہ، پھپھی کی بیٹیاں یہ سب عورتیں شرعاً حلال ہیں جب کہ کوئی مانع نکاح مثل رضاعت ومصاہرت قائم نہ ہو، قال تعالیٰ: "احل لکم ما وراء ذٰلکم" اھ (فتاویٰ رضویہ ص ۲۷۷، ج ۵)

جب قرآن حکیم کی نص قطعی سے یہ ثابت ہے کہ محرمات مذکورہ کے سوا بقیہ عورتوں سے نکاح حلال ہے تو یقیناً چچازاد بہن حلال ہوئی اب اس کو حرام قرار دینا اپنے جی سے شریعت بنانا ہے اور قرآن حکیم کی نص قطعی کی کھلی مخالفت کرنا ہے، ایک مسلمان ایسی جرأت کیسے کرلیتا ہے کہ قرآن کے فرمان کے خلاف اپنا فرمان چلائے اور اس کو معاذ اللہ اسلام کا فرمان سمجھے یہ تو ضرور حرام وگناہ ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اللہ کے حلال کی ہوئی چیز کو اپنے جی سے حرام نہ ٹھہرائیں اور اب تک جو غلط و باطل اعتقاد دل میں جمائے رہے اس سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کریں اگر اس اعتقاد کا اظہار علانیہ کیا ہو تو علانیہ توبہ کریں اور آئندہ بلا علم نہ مسئلہ بتائیں نہ کسی مسئلے پر اعتراض کریں، اور اللہ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے ڈریں۔ و اللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: غلام نبی النظامی العلیمی

۹ ر شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

اسمائے علمائے مراسلاتی کورس (سال چہارم و پنجم)

(۱) مولانا محمد اسد اللہ ثقافی	جیلانی عربی کالج سنبھل ضلع مرادآباد (یوپی)
(۲) مولانا زبیر احمد علیمی	دارالعلوم عربیہ فتح العلوم بڑہرہ گنجن، ضلع مہراجگنج (یوپی)
(۳) مولانا مطیع المصطفیٰ ضیائی	دارالعلوم شاہ جماعت، کرناٹک
(۴) مولانا محمد رضی خاں رضوی	مدرسہ نثار العلوم شہزاد پورا اکبر پور (یوپی)
(۵) مولانا محمد ذوالفقار احمد قادری	دارالعلوم غریب نواز، ناندیڑ، مہاراشٹر
(۶) مولانا محبوب عالم نعیمی	دارالعلوم فیض اکبری، لونی شریف، گجرات
(۷) مولانا محمد اسمٰعیل رضوی	مرکز اعلیٰ حضرت رضائے برکات مکرانہ، ناگور، راجستھان
(۸) مولانا مشتاق احمد قادری	دارالعلوم اہل سنت، شاہی مسجد، ناسک، مہاراشٹر
(۹) مولانا محمد سجاد عالم رضوی	شمس تبریز عربی درسگاہ ہبلی کرناٹک
(۱۰) مولانا محمد اظہار احمد ثقافی	مدرسہ مفتاح العلوم، حسن پور، نالہ روڈ، اڑیسہ

فتاویٰ

مسئلہ از: سلطان احمد قادری، نئی اولی، سگرام پور، سورت، گجرات

زید کے پاس تجوید وقرأت کی سند ہے اور اس کا علم بھی ہے۔ البتہ عالم کی سند نہیں ہے نیز ادیب کامل جامعہ اردو علی گڑھ سے کامیابی حاصل ہے۔ بحمدہ تعالیٰ زید کے پاس فتاویٰ، وتفاسیر و احادیث کی بہت ساری کتابیں ہیں، زید فضل خداوندی سے ان کتابوں میں سے اپنی ضروریات کے مسائل کما حقہ تلاش کر لیتا ہے جہاں شبہ پڑتا ہے وہاں اپنے اساتذہ کامل و شیخ کامل سے رجوع کرتا ہے۔ اس کے علاوہ عقائد اہل سنت و جماعت بلفظ دیگر مسلک اعلیٰ حضرت سے کما حقہ واقف ہے۔ تو صورت مذکورہ کو دیکھتے ہوئے زید کو عالم دین کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کہا جا سکتا تو زید کو وعظ کہنے اور فقہی مسائل بیان کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: صرف کتابوں کا ذخیرہ کر لینا عالم ہونے کے لئے کافی نہیں ہے اور نہ ہی عالم ہونے کے لئے سند علم کی ضرورت ہے بلکہ جو چیزیں بندے کے لئے واجب وفرض ہیں اور جو چیزیں حلال وحرام ہیں ان کا جاننا ضروری ہے، کہ بوقت ضرورت وحاجت مسائل کا استخراج خود کر سکے اور مسائل کے تعلق سے سوالات کا صحیح جواب دے سکے، مثلاً مسائل نماز یعنی اس کے فرائض وشرائط ومفسدات جن کے جاننے سے نماز صحیح طور سے ادا کر سکے، پھر مسائل صوم، مسائل زکاۃ، مسائل حج، مسائل بیع وشراء وغیرہ جو شخص ان مسائل سے آگاہ ہو ساتھ ہی درپیش مسائل کے صحیح احکام کتب مذہب سے نکال سکے اور اس میں مستقل ہو وہ عالم ہے اب اگر زید ان اوصاف کا جامع ہے تو عالم ہے ورنہ نہیں۔ رہا وعظ اور بیان مسائل تو ذمہ دار علماء کی کتب معتمدہ سے مسائل بیان کر سکتا ہے یوں ہی ان کی ایسی کتابوں کے مضامین بھی وعظ میں بیان کر سکتا ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ''سند کوئی چیز نہیں بہتیرے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہ لی ان کی شاگردی کی لیاقت بھی ان سند یافتوں میں نہیں ہوتی، علم ہونا چاہئے۔ اور علم الفتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو، مفتیان کامل کے بعض صحبت یافتہ کہ ظاہری درس وتدریس میں پورے نہ تھے مگر خدمت علماء

کرام میں اکثر حاضر رہتے اور تحقیق مسائل کا شغل ان کا وظیفہ تھا فقیر نے دیکھا ہے کہ وہ مسائل میں آج کل کے صدہا فارغ التحصیلوں بلکہ مدرسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدرجہا زائد تھے۔اھ (۲۳۱،ج۹نصف اول) اورردالمحتار کے مقدمے میں ہے:"من فرائض الاسلام تعلم ما يحتاج اليه العبد فى اقامة دينه و إخلاص عمله لله تعالىٰ و معاشرة عباده و فرض على كل مكلف و مكلفة بعد تعلمه علم الدين و الهداية تعلم علم الوضو و الغسل و الصلاة و الصوم و علم الزكاة لمن له نصاب و الحج لمن وجب عليه و البيوع على التجار ليحترزوا عن الشبهات و المكروهات فى سائر المعاملات و علم الحلال و الحرام و علم الرياء لان العابد محروم من ثواب عمله بالرياء و علم الحسد و العجب اذ هما يأكلان العمل كما تأكل النار الحطب، و علم البيع و الشراء و النكاح و الطلاق لمن اراد الدخول فى هذه الاشياء و علم الالفاظ المحرمة او المكفرة" اھ ملخصاً (ص۴۲،ج۱) والله تعالىٰ اعلم.

الجواب صحيح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی　　کتبہ: محمد ذوالفقار احمد قادری مصباحی

الجواب صحيح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی　　دارالعلوم غریب نواز نانڈیڈ، مہاراشٹر

۲۴؍شوال المکرم ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: محمد زبیر خاں حسین پوروا، نانپارہ، بہرائچ (یوپی)

جن لوگوں نے عید کی نماز جمعہ کے دن یعنی ۲۹؍روزے رکھنے کے بعد قرب و جوار کے شہر اور بڑے بڑے مدارس دینیہ اور علمائے اہل سنت وعلمائے دیوبند سے خبروں کو پاکر اور ریڈیو، ٹیلی فون، موبائل فون، اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ سن کر چاند کی شہادت اور تصدیق کو پاکر نماز عید الفطر ادا کرلیا ایسے لوگوں کی نماز عید الفطر ادا ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا.

الجواب: رویت ہلال کے لئے خبر کا کوئی اعتبار نہیں تا آنکہ خبر خبر استفاضہ نہ ہو۔خواہ وہ خبریں علمائے اہل سنت سے ملی ہوں یا دیوبندیوں سے، یا ریڈیو، ٹیلی فون، موبائل، ٹیلی ویژن سے ہرگز قابل قبول نہیں کہ یہ رویت ہلال کے شرعی ثبوت کے طریقوں میں سے نہیں یہی حکم ٹیلی فون کی شہادت کا بھی ہے کہ وہ شرعاً شہادت نہیں، بلکہ اس کی حیثیت بھی خبر ہی کی ہے کیونکہ شہادت کے لئے روبرو حاضر ہونا ضروری ہے اس لئے جن لوگوں نے صرف

اس طرح کی غیر معتبر خبروں سے عید کرلیا انہوں نے قطعاً امر دین میں ناواقفانہ جسارت اور احکام شرع سے جاہلانہ مخالفت کی جس کے سبب گنہگار ہوئے سب پر علانیہ توبہ ضروری ہے۔ رہی نماز عید تو اگر بعد میں ثابت ہوگیا کہ عید اسی روز تھی تو وہ ادا ہوگئی قضا کرنے کی ضرورت نہیں ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۲۱-۵۴۶ تا ۵۵۴ میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: مشتاق احمد قادری
۲۳ رشوال المکرم ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسئلہ از: غلام رسول، مرغیا چک، سیتا مڑھی، بہار

زید نے ہندہ سے کہا میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں، ہندہ نے کہا میں تیار ہوں زید و ہندہ کی اس گفتگو کے وقت صرف ہندہ کی ماں موجود تھی۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید و ہندہ کے اس ایجاب وقبول سے نکاح ہوا یا نہیں؟ جب کہ زید خان برادری سے تعلق رکھتا ہے اور ہندہ شاہ برادری سے تو کفو اور غیر کفو کا اعتبار ہے یا نہیں؟ اور اس کا معنی کیا ہے؟ نیز کفو اور غیر کفو سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا.

الجواب: نکاح میں مرد وعورت کا ایجاب وقبول کے الفاظ ادا کرنا شرط ہے یوں ہی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا اسی جلسہ میں ان کے ایجاب وقبول کا سننا اور سمجھنا کہ نکاح ہو رہا ہے، بھی شرط ہے۔ فی الدر المختار "ینعقد بایجاب و قبول و شرط حضور شاهدین حرین او حرو حرتین مكلفين سامعين قولهما معاً على الاصح فاهمين انه نكاح" اه مختصراً (ردالمحتار ج ۳ ص ۹ کتاب النکاح)

صورت مسئولہ میں جہاں ایجاب وقبول پر کلام، وہیں دو شرعی گواہوں کا انعدام، ایسے میں انعقاد نکاح ایک خیال خام، کہ حدیث شریف میں موجود "لا نكاح الا بشهود" تو جب شرط مفقود تو نکاح باطل و مردود، لہذا زید کا ہندہ سے نکاح ہوا ہی نہیں ''میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں'' یہ ایجاب نہیں بلکہ ارادے کا اظہار ہے۔ اور صرف ایک یا کئی عورتوں یا خنثیٰ (ہجڑے) کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا، جب ان کے دو کے ساتھ ایک مرد نہ ہو۔ کما فی الخانیة وغیرها رہی بات کفو کی تو کفائت نکاح میں معتبر ہے: "قال علیه السلام لا يزوج النساء الا الاولياء و لا يزوجن الا من الاكفاء و عن جابر بن عبد

اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنکحوا النساء الا من الاکفاء اھ (حاشیہ ہدایہ ص ۲۹۹، ج ۲) (ص ۳۱۹، ج ۲)

کفو کا معنی یہ ہے کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار ہو۔ کفائت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے عورت اگرچہ کم درجہ کی ہو اس کا اعتبار نہیں بالغ اپنا نکاح خود کرنا چاہتا ہے تو غیر کفو عورت سے کر سکتا ہے کہ عورت کی جانب سے کفائت اس صورت میں معتبر نہیں کما فی رد المحتار ج ۳، ص ۹۳ کفائت میں چھ چیزیں معتبر ہیں، نسب (خاندان) اسلام، حرفہ، حریت، دیانت، مال، صورت مسئولہ میں ہندہ کی طرف سے کفائت تو نہیں پائی جاتی مگر اس کا یہاں اعتبار بھی نہیں۔ و اللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی   کتبہ: محمد سجاد عالم الرضوی الثقافی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی   ۱۹ر رجب المرجب ۲۶ھ

مسئلہ از: محمد سعید خاں، کماری، مقام و پوسٹ کما، سیتامڑھی، بہار

جرسی گائے کا گوشت حلال ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا.

الجواب: جرسی گائے کا گوشت ذبح شرعی کے بعد بلا شک و شبہ حلال و طیب ہے جیسا کہ عام گایوں کا گوشت، کہ جرسی گائے بھی گائے ہی کے بطن سے پیدا ہوئی ہے اور ماکول یا غیر ماکول تمام جانوروں کی حلت و حرمت میں ماں کا اعتبار ہے! اگر ماں حلال ہے تو بچہ بھی حلال ہے اور اگر ماں حرام تو بچہ بھی حرام ہے مثلاً گدھی اور بیل کے ملاپ سے یا گائے اور گدھا کے ملاپ سے بچہ پیدا ہوا تو اس دوسری صورت میں گائے کی وجہ سے بچہ حلال ہوگا اور پہلی صورت میں چونکہ ماں گدھی ہے اس لئے اس کے بچہ کا کھانا حرام ہوگا۔ چنانچہ درمختار ''کتاب الذبائح'' میں ہے: "و لا یحل البغل الذی امہ حمارۃ فلو امہ بقرۃ اکل اتفاقاً" اھ مختصراً شامی میں ہے: "لان المعتبر فی الحل و الحرمۃ الام فیما تولد من ملکول او غیر ملکول" اھ (ص ۴۴۲، ج ۹) ایسا ہی مجمع الانہر ص ۱۳۲، ج ۴ میں بھی ہے۔

جواب کو اتنا ہی کافی ہے، مگر کچھ اوہام باطلہ کا ازالہ تفصیل کا متقاضی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جرسی گائے نر خنزیر کے نطفہ سے پیدا ہوتی ہے اور غلیظ و نجاست کھاتی ہے اس لئے اس کا گوشت کھانا حلال نہیں۔ یہ خیال دو وجہ سے باطل ہے۔ اولاً اس کی تحقیق ہی

نہیں کہ خنزیر ہی کے نطفہ سے اس کی پیدائش ہے۔ ثانیاً اگر تحقیق سے ثابت ہو جائے تو بھی شریعت نے جانوروں میں ماں کا اعتبار کر کے جب ان کی حلت وحرمت کا حکم لگایا تو کسی بھی حلال جانور مثلاً بکری، گائے، بھینس وغیرہ سے کوئی حرام جانور مثلاً کتا، خنزیر، بھیڑیا وغیرہ جفتی کرے یا سائنسی طور پر ٹیسٹ ٹیوب وغیرہ کے ذریعہ ان کا مادہ منویہ حلال جانوروں کے رحم میں پہنچا دیا جائے اور پھر اس سے حلال نسل کا جانور پیدا ہو تو وہ حلال ہی ہوگا، حرام نہیں۔ اور اس کے برعکس ہو تو حرام، فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم "کتاب الاضحیة الباب الخامس" میں ہے: "فان کان متولد امن الوحشی و الانسی فالعبرة للام و قیل اذا نزا ظبی علی شاة اهلیة فان ولدت شاة تجوز التضحیة" ملخصاً اھ یعنی جب بچہ مولود وحشی اور گھریلو جانور کے ملاپ سے پیدا ہو تو اعتبار ماں کا ہے اور کہا گیا ہے کہ جب بھیڑیا گھریلو بکری سے وطی کرے اور بچہ بکری کی نسل سے ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ مجمع الانہر جلد چہارم ص ۱۳۲ اور عالمگیری "کتاب الذبائح" باب ثالث میں ہے کہ اگر بکری کتے سے حاملہ ہوئی پھر اس سے بچہ پیدا ہوا اس کا سر کتے کی طرح ہے تو سر چھوڑ کر سارا گوشت کھایا جائے گا بشرطیکہ وہ بچہ گھاس کھاتا ہو گوشت نہیں اور بکری کی طرح بولتا ہو کتے کی طرح نہیں۔ اگر دونوں صورتیں ہیں تو ذبح کے بعد دیکھا جائے کہ اگر معدہ ہے تو کھایا جائے گا ورنہ نہیں۔ واللفظ لمجمع الانهر "ان شاة لو حملت من کلب و راس ولدها راس الکلب اکل الا راسه ان اکل العلف دون اللحم او صاح صیاح الغنم لاالکلب اواتی بالصورتین و کان له الکراش لا الامعاء کما فی القهستانی" اھ

ظاہر ہے کہ جرسی گائے عام ازیں کہ کسی بھی حرام نر جانور کے نطفہ سے ہو یا نہیں، چونکہ اس کی ماں گائے ہے اور وہ قد و قامت شکل وصورت، بدن کے بال و کھال اور خوراک وغیرہ ہر چیز میں عام گائے ہی کے مشابہ ہے لہٰذا ہر حکم میں بھی وہ عام گایوں کی طرح ہے اور اس کا گوشت حلال ہے تفصیل کے لئے تحقیقات جلد دوم میں شامل رسالہ "دیوبندیوں کا فقہ حنفی سے ارتداد" مطالعہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: محمد سجاد عالم الرضوی الثقافی
۱۹ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

مسئلہ از: صدر وسکریٹری دار العلوم محمدیہ، کوئے باگلی، ٹذبدری، منگلور

مسجد سے ملحق ایک وسیع وعریض آراضی مسجد کی ملک سمجھی جاتی ہے، جو اس کی مصلحت میں کام آتی ہے، مثلاً کرائے پردینے کے لئے مکانات تعمیر کے گئے ہیں، اور ناریل کے درخت لگائے گئے ہیں وغیرہ، تا کہ مسجد کی آمدنی ہو اور اس سے مسجد کا کام چلے، کچھ دنوں پہلے بعض ذمہ دار مسلمانوں نے دینی علوم کو عام کرنے اور وہابیت کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے ایک دینی عربی دار العلوم قائم کرنے کا ارادہ کیا، لیکن ان کے پاس کوئی مناسب جگہ نہ ہونے کی وجہ سے مسجد کی خالی اور غیر استعمالی جگہ کے بعض حصہ کو کرائے پر لے کر وہاں دینی ادارہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا، لہذا مذکورہ مصلحت کے لئے مسجد کی آراضی تعمیر مدرسہ کے لئے کرایہ پر لینا و دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جواز کی کوئی صورت نکل سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا.

الجواب: اگر واقف معلوم ہو اور اس کی غرض معلوم ہو تو اسی غرض میں زمین کو استعمال کرنا واجب ہے، اور اس کی خلاف ورزی ناجائز۔ درمختار میں ہے: "شرط الواقف کنص الشارع فی وجوب العمل به" اھ (ص۶۴۹، ج۶) اور اگر واقف یا اس کی غرض معلوم نہ ہو تو یہ دیکھا جائے کہ قدیم سے مسلمانوں کا عمل درآمد کیا تھا اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ اور اگر تعامل قدیم بھی نہ ہو مگر اس علاقے کا عرف عام یہ ہے کہ اس طرح کی زمین جو مسجد کے ملحق اور مسجد کی ملک ہوتی یا سمجھی جاتی ہے وہ مسجد کی آمدنی کے لئے ہوتی ہے اور اسے کرایہ پر دیا جاتا ہے اور اسی لئے انتظامیہ نے اسپر کرائے کے مکانات تعمیر کئے ہیں تو صورت مسئولہ میں یہ اجازت ہوگی کہ اس زمین کا کچھ حصہ مدرسہ کے لئے اجارہ پر لے لیں، اور اس میں کچھ ایسی شرطیں رکھیں جن کی بنا پر کبھی بھی اہل مدرسہ کو زمین پر دعوئی ملک کا امکان نہ رہے، مثلاً ۲۰ رسال کے لئے کرایہ پر دیں، اور ساتھ ہی میعاد ختم ہونے پر فوری واپسی کی شرط رکھیں اس طرح وہاں مدرسہ چلانا جائز ہوگا۔ اور اہل مدرسہ کو حکم ہوگا کہ میعاد مقرر سے پہلے کسی دوسری زمین کا انتظام کرلیں، جہاں وقت آتے ہی مدرسہ منتقل ہو جائے، یا مسجد کی انتظامیہ سے دوسرا معاہدہ کریں۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے وہ جہاں شرط واقف معلوم نہ ہو عملدرآمد قدیم کا اعتبار ہے:

"ینظر الی المعهود من حاله فیما سبق من الزمان ان قوامه کیف کانوا یعملون" قدیم کے یہ معنی جس کا حادث ہونا معلوم نہ ہو دس بارہ برس یا سو دو سو برس سے جو بات بعد واقف بے شرط واقف حادث ہوئی حادث ہی ہے اس پر عمل ناجائز ہے۔ فتح القدیر میں ہے: "الواجب ابقاء الوقف علی ملکان علیه دون زیادة" اھ (ص۴۲۷، ج۶) واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی — کتبہ: محمد اسد اللہ ثقافی امجدی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — جیلانی عربی کالج سنبھل مراد آباد

۹ر جمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ

مسئلہ از: محمد رفیق، اناوا بازار، پوسٹ پیارے پور، ضلع امبیڈکر نگر (یوپی)

وکیل احمد نے قرآن وحدیث کا انکار کیا تو ایسی صورت میں ایسے شخص کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ جواب مدلل عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ بینوا توجروا!

الجواب: سوال میں جس شخص کا نام مذکور ہے مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں اس لئے اس پر حکم نہیں لگا سکتا، سائل کو چاہئے تھا کہ کوئی فرضی نام لکھ کر سوال کرتا، آئندہ اس طرح سے سوال ہرگز نہ کرے۔ البتہ جو شخص بھی قرآن وحدیث کا انکار کرے وہ کافر و مرتد ہے اگر وہ بیوی والا ہو تو اس کا نکاح ختم ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اس پر فرض ہے کہ وہ توبہ واستغفار کرے اور از سر نو کلمہ پڑھ کر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے۔ گناہ علانیہ ہو تو توبہ بھی علانیہ کرے۔

درمختار میں ہے: "مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل و النکاح و اولاده اولاد زنا" اھ (ص۴۴۶، ج۴) اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس سے تمام اسلامی تعلقات منقطع کرلیں جب تک کہ وہ توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح نہ کرے، اللہ رب العزت قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: "و اما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین." اور جو تجھے کہیں شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ، (پ۷ سورۂ انعام آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی — کتبہ: محمد رضی خاں رضوی امجدی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی — ۲۴ر ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ

بہترین دینی اسلامی درسگاہ

جامعہ اہلسنت صادق العلوم شاہی مسجد ناسک

مہاراشٹر، انڈیا

اہل بصر کا نعرہ ہے صادق العلوم
دانش کدہ ہمارا ہے صادق العلوم

جہاں بفیضان حضرت شہنشاہ ناسک پیر سید صادق شاہ حسینی و حضور سیدنا مفتی اعظم ہند و حضور سیدنا محدث اعظم ہند و حضور سیدنا مفتی نانپارہ علیہم الرحمہ از اعدادیہ تا دورۂ حدیث و شعبۂ حفظ و قرأت و انگلش کی عمدہ تعلیم و تربیت دی جاتی ہے مقامی طلبہ کے علاوہ ملک کے مختلف صوبہ جات مثلاً مہاراشٹرا، یوپی، ایم پی، بہار، بنگال، وغیرہ سے آئے ہوئے بیرونی طلبہ بھی زیر تعلیم ہیں جنکا پورا نظم جامعہ کی طرف سے ہوتا ہے محرک اراکین کے ساتھ مخلص مدرسین و عملہ مصروف کار ہیں یہاں سے فارغ شدہ سیکڑوں طلبہ مہاشٹرا اور ملک کے مختلف صوبوں میں تبلیغ و اشاعت اسلام میں مشغول ہیں اسلامی لٹریچر کے ذریعہ سے قوم کو دینی باتوں سے آگاہ کرنے کیلئے شعبۂ نشر و اشاعت بھی قائم ہے اسلامی دینی کتابوں کے ذریعہ دین وملت کی معلومات فراہم کرنے کے لئے رضا لائبریری کا بھی نظم ہے۔

اس دینی اہم سفر میں مخیّر حضرات کو اپنی مالی امداد کے ذریعہ شرکت کی اپیل کرتے ہیں کہ وہ بھی قوم مسلم کے نونہالوں کی دعاؤں سے دارین کو روشن کریں اور جنت الفردوس میں اپنا قصر تعمیر کریں۔

اراکین جامعہ اہلسنت صادق العلوم شاہی مسجد

گھاس بازار ناسک مہاراشٹر فون: 0253-2508682

FAQIH-E-MILLAT
ACADEMY
H.O. Markaz Tarbiyat-e-Iftah, Ojha Ganj, Distt. Basti, U.P., Ph.: 05546-262379
B.O. 425, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6, Ph.: 011-32484831